

قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون

تحقیق کامیاب ہو گئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

نماز کے دواہم مسئلے

◉ نماز میں سر ڈھانپنا

◉ قدموں کے درمیان مقدارِ فاصلہ

تالیف

حضرت مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم العالیہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کھروڑ پکا

ناشر

اتحاد اہل السنۃ والجماعت

قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون
تحقیق کامیاب ہو گئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔

نماز کے دواہم مسئلے

۲

۱

نماز میں سر ڈھانپنا اور پاؤں کے درمیان مقدارِ فاصلہ

تالیف

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کھروڑ پکا امیر مرکزی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

ناشر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام..... دواہم مسئلے

مؤلف..... حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب

ناشر..... اتحاد اہل السنّت والجماعت

ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کھروڑ پکا 03012949917

مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

مکتبہ اسلامیہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بالنوری ٹاؤن کراچی

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	نگہ نماز کا شرعی حکم	
۱.....	سوال و جواب.....	۵
۲.....	نماز میں سر ڈھانپنا قرآن کریم کی روشنی میں.....	۶
۳.....	نماز میں سر ڈھانپنا احادیث مبارکہ اور آثار کی روشنی میں.....	۶
۴.....	حدیث نمبر ۱.....	۶
۵.....	حدیث نمبر ۲.....	۷
۶.....	فائدہ.....	۸
۷.....	حدیث نمبر ۳.....	۸
۸.....	فتاویٰ.....	۹
۹.....	ضروری تنبیہ.....	۱۰
۱۰.....	بحث حدیث.....	۱۲
۱۱.....	حدیث نمبر ۴.....	۱۳
۱۲.....	حدیث نمبر ۵.....	۱۳
۱۳.....	فائدہ نمبر ۱.....	۱۳
۱۴.....	فائدہ نمبر ۲.....	۱۳
۱۵.....	حدیث نمبر ۶.....	۱۴
۱۶.....	حدیث نمبر ۷.....	۱۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷.....	حجیہ.....	۱۵.....
۱۸.....	حدیث نمبر ۸.....	۱۵.....
۱۹.....	حدیث نمبر ۹.....	۱۵.....
۲۰.....	حدیث نمبر ۱۰.....	۱۶.....
۲۱.....	فائدہ.....	۱۶.....
۲۲.....	حدیث نمبر ۱۱.....	۱۶.....
۲۳.....	حدیث نمبر ۱۲.....	۱۶.....
۲۴.....	حدیث نمبر ۱۳.....	۱۷.....
۲۵.....	فائدہ.....	۱۷.....
۲۶.....	غور طلب امور.....	۱۸.....
۲۷.....	حدیث نمبر ۱۴.....	۱۹.....
۲۸.....	فائدہ.....	۱۹.....
۲۹.....	حدیث نمبر ۱۵.....	۱۹.....
۳۰.....	حدیث نمبر ۱۶.....	۲۰.....
۳۱.....	حدیث نمبر ۱۷.....	۲۰.....
۳۲.....	فائدہ.....	۲۰.....
۳۳.....	فائدہ.....	۲۱.....
۳۴.....	حدیث نمبر ۱۸.....	۲۱.....
۳۵.....	حدیث نمبر ۱۹.....	۲۱.....
۳۶.....	حدیث نمبر ۲۰.....	۲۲.....

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۷.....	حدیث نمبر ۲۱.....	۲۲
۳۸.....	حدیث نمبر ۲۲.....	۲۲
۳۹.....	حدیث نمبر ۲۳۔ حضور ﷺ کا ہجرت کی خبر دینے پر وقت سر ڈھانچنا.....	۲۲
۴۰.....	حدیث نمبر ۲۴۔ حضور ﷺ کا آخری خطبہ میں سر ڈھانچنا.....	۲۳
۴۱.....	حدیث نمبر ۲۵۔ حضور ﷺ کا اپنی آخری نماز میں سر ڈھانچنا.....	۲۵
۴۲.....	فائدہ.....	۲۷
۴۳.....	نماز میں سر ڈھانچنا فقہ حنفی کی روشنی میں (۲۰ حوالہ جات).....	۲۷
۴۴.....	نماز میں سر ڈھانچنا فقہ شافعی کی روشنی میں (۱۲ حوالہ جات).....	۳۲
۴۵.....	نماز میں سر ڈھانچنا فقہ حنبلی کی روشنی میں (۱۲ حوالہ جات).....	۳۷
۴۶.....	نماز میں سر ڈھانچنا فقہ مالکی کی روشنی میں (۴ حوالہ جات).....	۴۴
۴۷.....	نماز میں سر ڈھانچنا علماء عرب کے فتاویٰ کی روشنی میں (۱۱ فتاویٰ).....	۴۶
۴۹.....	نماز میں سر ڈھانچنا فتاویٰ غیر مقلدین کی روشنی میں (۱۱ فتاویٰ).....	۵۲
۵۰.....	نوٹ.....	۵۶
۵۱.....	کھڑک فی الصلوٰۃ.....	۶۹
۵۲.....	نتیجہ.....	۷۲
۵۳.....	فرقہ اجماعیت (مکبرین فقہ، غیر مقلدین) سے تیس سوالات.....	۷۲
۵۴.....	ضروری نوٹ.....	۷۲
۵۵.....	فرقہ اجماعیت (مکبرین فقہ) اپنے مسائل قرآن وحدیث کے صریح دلائل سے ثابت کرے.....	۷۷
۵۶.....	نوٹ.....	۷۸

صفحہ

مضمون

نمبر شمار

نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی شرعی مقدار

- ۵۷..... چار احادیث مبارکہ..... ۷۹
- ۵۸..... تشریح احادیث..... ۸۲
- ۵۹..... امر اول (پاؤں وغیرہ ملانے سے کیا مراد ہے؟)..... ۸۲
- ۶۰..... چوتھا نسیات..... ۸۳
- ۶۱..... ضروری تنبیہ..... ۸۶
- ۶۲..... امر دوم (کتبہ صلوٰۃ میں چار چیزوں کا اعتبار ہے اور کتبہ صلوٰۃ کا فائدہ)..... ۸۷
- ۶۳..... دوتا نسیات..... ۸۸
- ۶۴..... امر ثالث (پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار)..... ۸۹
- ۶۵..... تائید از فقہ حنفی (۱۰ حوالہ جات)..... ۸۹
- ۶۶..... تائید از فقہ شافعی (۸ حوالہ جات)..... ۹۰
- ۶۷..... فائدہ..... ۹۱
- ۶۸..... تائید از فقہ مالکی (۴ حوالہ جات)..... ۹۲
- ۶۹..... تائید از فقہ حنبلی (۱۳ حوالہ جات)..... ۹۳
- ۷۰..... نماز میں پاؤں زیادہ پھیلانے کی مذمت (۵ حوالہ جات)..... ۹۵
- ۷۱..... چھتا نسیات..... ۹۶
- ۷۲..... امر چہارم (پاؤں کے درمیان فاصلہ میں امام، مقتدی اور منفرد کا حکم ایک ہے یا فرق ہے)..... ۱۰۲
- ۷۳..... امر پنجم پاؤں کے درمیان فاصلہ کرنے میں مرد و عورت کا حکم ایک ہے یا فرق ہے..... ۱۰۳
- ۷۴..... عجیب واقعہ..... ۱۰۸
- ۷۵..... فرق الجہدیت (مکرمین فقہ - غیر مقلدین) سے پانچ سوالات..... ۱۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگے سر نماز کا شرعی حکم

سوال: کیا نگے سر نماز درست ہے؟

جواب: سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اس پر محدثین و متاخرین فقہاء اور عرب و عجم کے تمام علماء کا اتفاق ہے اور نگے سر نماز پڑھنے کی چند صورتیں ہیں۔

- ① نگے سر نماز عذر و مجبوری کی حالت میں بلا کراہت جائز ہے۔
 - ② نگے سر نماز بلا عذر سستی کی وجہ سے کسی وقت پڑھ لی جائے تو مکروہ حزیہ ہے کہ اس میں امر مستحب کا ترک ہے اور آداب کی کمی کا نتیجہ ثواب میں کمی ہے۔
 - ③ نگے سر نماز کی عادت بنالی جائے اور اس کو سنت نہ سمجھا جائے، یہ مکروہ تحریمی ہے۔
 - ④ نگے سر نماز کو سنت سمجھ کر یہ عمل اختیار کیا جائے تو بدعت ہے۔
 - ⑤ نگے سر نماز پڑھنے کی وجہ اگر نماز کا استتفاف (یعنی نماز کو معمولی عمل سمجھنا) ہو تو کفر ہے۔
 - ⑥ نگے سر نماز عاجزی اور خشوع و خضوع کے طور پر پڑھنے میں اختلاف ہے۔ حق بات یہ ہے کہ یہ طریقہ بھی مستحسن نہیں کہ خشوع اور عاجزی کا تعلق دل سے ہے۔ ہاں اگر قلبی کیفیت کسی شخص پر اتنی غالب آجائے کہ وہ مغلوب الحال ہو کر برعہ سر نماز پڑھے تو ایسا شخص مجبور ہے۔
- خلاصہ یہ ہے کہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا امر مستحب اور نماز کا ادب ہے جو کتاب و سنت اجماع امت، آثار صحابہ، آثار تابعین، فقہاء امت اور عرب و عجم کے علماء کے فتاویٰ اور علماء امت کے تعامل و عملی قواعد سے ثابت ہے۔ نیز غیر مقلدین کے اکابر علماء کا فیصلہ بھی یہی ہے۔ البتہ احرام کی حالت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا قرآن کی روشنی میں﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

”ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو“

پگڑی اور ٹوپی بھی زینت میں شامل ہو کر اس حکم کے تحت داخل ہے۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا احادیث اور آثار کی روشنی میں﴾

ہدایت نمبر ۱: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ كَاللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَعْمَلَ
مِنْهُ مِنَ النَّاسِ لَإِذَا كَانَ هَذَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَهُوَ لِيَ الصَّلَاةِ أَحَقُّ أَنْ
يُسْتَعْمَلَ مِنْهُ فَتَوَخَّذْ الْيَقِينَةَ لِمَنَا جَائِدِهِمْ سُبْحَانَهُ وَلِهَذَا قَالَ إِنْ عَمَرَ
لِعَلَامِهِ نَافِعٌ لِمَا رَأَى يُصَلِّي حَاسِرًا أَرَأَيْتَ لَوْ غَرَبَتْ إِلَى النَّاسِ كُنْتُ
تَخْرُجُ هَكَذَا؟ قَالَ لَا قَالَ كَاللَّهِ أَحَقُّ مِنْ أَنْ يُتَجَمَّلَ لَهُ

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ج ۲۲ ص ۱۱۷)

”بہز اپنے باپ حکیم سے، وہ بہز کے دادا معاویہ بن حنیفہ سے روایت کرتے ہیں
وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں سے کوئی تھا ہو تو کیا اُس وقت بھی ستر کو
ڈھانپے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے
حیا کیا جائے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جب نماز سے باہر یہ حکم ہے تو نماز میں تو اللہ تعالیٰ
اس سے بھی زیادہ حق دار ہے کہ اُس سے حیا کیا جائے۔ سو اللہ سبحانہ کے ساتھ
مناجات (یعنی نماز) کے وقت زینت

(یعنی خوبصورت لباس) کو اختیار کیا جائے۔ اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے
غلام نافع کو نیکے سر نماز پڑھتے دیکھا تو نافع سے پوچھا یہ بتائیے اگر آپ لوگوں کی طرف نکلیں

تو کیا آپ اسی طرح برہنہ سر نکلو گے؟ ناخ نے کہا میں برہنہ سر نہیں نکلوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ نماز میں اُس کیلئے خوبصورت لباس پہنا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں خوبصورت لباس پہننے کا جو حکم ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک پکڑی وغیرہ سے سر ڈھانپنا بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور اُن کے غلام ناخ کا یہی واقعہ شیخ محمد بن صالح بن عثیمین نے اپنی شرح، الشرح الممتع: ج ۲ ص ۱۵۰ میں بھی لکھا ہے۔

حدیث نمبر ۲: شیخ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں۔

وَقَدْ كُنْتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي
الْعِمَامَةِ (الشرح الممتع: ج ۲ ص ۱۶۶)

”اور تحقیق یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ پکڑی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے“

بہر حاشیہ میں اس کی وضاحت میں حدیث لکھی ہے،

رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي بَابِ الْمَسْحِ عَلَى الْمُغْتَسِّينَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو
عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى عِمَامَةٍ،
وَمَا مَسَحَ عَلَيْهَا فِي الْوُضُوءِ إِلَّا بِصَلَاتِي بِهَا وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْيَمِينِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ
سَوْدَاءُ وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي حَتْمَةَ مَوْصُولًا وَرَوَى الْبُخَارِيُّ
تَعْلِيْقًا عَنْ الْحَسَنِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانُوا يَسْجُدُونَ عَلَى عِمَائِهِمْ

”مسح علی الیمین کے باب میں امام بخاری نے حدیث نقل کی ہے کہ جعفر کے باپ عمرو

کہتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے (سر پر مسح کر کے) پکڑی پر
ہاتھ پھیرا اور وحشی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضو کے وقت جو پکڑی باندھی ہوئی تھی اس پر

ہاتھ پھیرا یہ صرف اس لئے تھا تا کہ آپ پگڑی کے ساتھ نماز پڑھیں۔ اور امام بخاری کے دو استاد ہیں۔ محدث عبدالرزاق۔ انہوں نے مصنف عبدالرزاق میں اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے مصنف ابن ابی شیبہ میں متصل سند کے ساتھ اور امام بخاری نے بخاری میں سند کے بغیر حسن بصری کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نماز میں اپنی پگڑیوں کے بل پر سجدہ کرتے (بیچہ گری) نیز امام مسلم نے روایت نقل کی ہے کہ عرو نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی ہے۔

حاشیہ ۵: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے تھے نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ کے وقت پگڑی باندھتے ہیں تو نماز جو بہت ہی ادب و تقسیم اور خشوع و خضوع کا مقام ہے اس میں تو بطریق اولیٰ سر ڈھانپنا ثابت ہوا۔

حدیث نمبر ۴: عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّعَوْا الْمَسَاجِدَ حُسْرًا وَمُعَظِّمِينَ فَإِنَّ الْعِمَامَةَ يَنْجَانُ الْمُسْلِمِينَ (ذخيرة الحفاظ للمقدسي: ج ۱ ص ۱۹۳، كنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰، حدیث نمبر ۴۱۱۴۳)

”حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں آؤ نگے سر اور پگڑی باندھ کر کیونکہ پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں“

علامہ نکای نے فیض القدر پر شرح جامع صغیر میں اس حدیث مبارک کی پوری وضاحت فرمائی ہے
يَعْنِي اتَّعَوْا الْمَسَاجِدَ كَيْفَ امْكُنَ يَنْحَوِ لَلنُّسُوءِ فَقَطُّ اَوْ يَتَعَمَّمُ وَكَفَّيْ
وَلَا تَتَعَلَّقُوا عَنِ الْجُمُعَةِ الْيُسْرَى قَرَضُ عَيْنٍ وَلَا الْجَمَاعَةِ الْيُسْرَى
قَرَضُ كِفَايَةِ وَالتَّعَمُّمُ عِنْدَ الْإِمْكَانِ الْفَضْلُ فَإِنَّ الْعِمَامَةَ جَمْعُ عِمَامَةٍ
(بكسر العين) سُمِّيَ بِهَا لِأَنَّهَا تَعْمُ جَمِيعَ الرُّؤُوسِ بِالتَّعْطِيفَةِ يَنْجَانُ

الْمُسْلِمِينَ وَلَمْ يَرْوَاهُ مِنْ سَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ أَيْ عَلَامَتِهِمْ كَمَا أَنَّ
النَّاسَ سَمَاءَ الْمُلُوكِ وَمَا اقْتَضَاهُ الْخَدِيعُ مِنْ كَوْنِ قَلْبِ الْعِمَامَةِ غَيْرُ
عَلِيٍّ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَةِ مَحَلَّةً فِيمَنْ يُلْقَى بِهِ ذَلِكَ أَمَا لَوْ كَانَ
مُخْرُجُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ لَيُؤَيِّدُ الْعِمَامَةَ لَا يُلْقَى بِهِ فَلَا يُؤَيِّدُ الْإِثْمَانِ حَاسِرًا
عِنْدَ قَلْبِهِمَا (فيض القدير: ج ۸ ص ۸۹، التيسير بشرح الجامع الصغير: ج ۱ ص ۱۳)

یعنی مساجد میں آکر جیسے بھی ممکن ہو، ٹوپی پہن کر یا پگڑی باندھ کر اور جمعہ جو فرض میں
ہے اور جماعت جو فرض کفایہ ہے اس سے پیچھے نہ رہو اور جب ممکن ہو تو پگڑی باندھ کر آنا
افضل ہے، کیونکہ عمامہ جمع علامتہ کی ہے اور عمامہ کو اس لئے عمامتہ کہتے ہیں کہ یہ پورے
سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پگڑی باندھنا مسلمانوں کی علامت ہے
جیسے کہ تاج بادشاہوں کی علامت ہے اور جو حدیث کا مقتضی ہے یعنی پگڑی کا نہ ہونا یہ جمعہ
اور جماعت کے ترک میں عذر نہیں بن سکتا بلکہ برہند سر آجائے لیکن یہ ان لوگوں کے حق میں
ہے جن کیلئے برہند سر باہر نکلتا معیوب نہیں سمجھا جاتا البتہ جن عالی منصب و ذی مرجہ لوگوں
کیلئے ننگے سر مسجد میں آنا معیوب ہے ٹوپی یا پگڑی نہ ہونے کی صورت میں ان کو ننگے سر مسجد
میں آنے کا حکم نہیں،

نتائج: مندرجہ بالا حدیث شریف اور اس کی شرح فیض القدير سے مندرجہ ذیل امور معلوم
ہوئے۔

① جمعہ اور جماعت کیلئے مسجد میں آنے کی تاکید تھی کہ اگر ٹوپی یا پگڑی ہو تو سر ڈھانپ
کر ورنہ برہند سر ہی آجائے۔

② ٹوپی یا پگڑی نہ ہونے کی صورت میں برہند سر مسجد میں آنے کا حکم ان (بے وقعت
اور عامی) لوگوں کیلئے ہے جن کیلئے برہند سر گھر سے باہر نکلتا معیوب نہیں اور جن عالی منصب
و صاحب مرجہ لوگوں کیلئے برہند سر باہر نکلتا معیوب سمجھا جاتا ہے ان کیلئے یہ حکم نہیں۔

﴿ ٹوپی، پگڑی موجود ہونے کی صورت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اگرچہ یہ حکم استحبی ہے و جو بی نہیں اور قاعدہ ہے اَلَا تُرْبِطُ بِرَأْسِكَ يَسْتَلِزِمُ النَّهْيَ عَنْ جِلْدَمٍ جب کسی چیز کا حکم ہو تو لازماً اُس کی ضد ممنوع ہوگی جیسے نماز کا حکم ہے تو اس کی ضد ترک نماز ممنوع ہوگی، جب کسی کو بیٹھنے کا حکم دیا جائے تو اس کی ضد یعنی کھڑا ہونا ممنوع ہوگا۔ پس اس حدیث میں جب نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم ہے تو نماز میں سر کھلا رکھنا ممنوع ہوگا اور جب امر استحبابی ہے یعنی پسندیدہ بات یہ ہے کہ نماز میں سر ڈھانپا ہوا ہو تو اس کی ضد یعنی نکھ سر نماز پڑھنا خلاف ادب ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔

﴿ مسجد میں سر ڈھانپ کر آنے کی دو صورتیں ہیں۔

① پگڑی باندھ کر مسجد میں آنا۔

② ٹوپی پہن کر مسجد میں آنا۔

ان میں سے پگڑی باندھ کر مسجد میں آنا افضل ہے کہ اس سے سارا سر ڈھانپا جاتا ہے۔

ضروری تنبیہ:

مسجد میں پگڑی باندھ کر آنے کی فضیلت اس وجہ سے نہیں کہ پگڑی باندھنا سنت شریعہ ہے۔ سنت شریعہ وہ ہوتی ہے جس پر عمل نہ کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں کمی آجاتی ہے اور اس کے ترک کی وجہ سے آدمی تارک سنت شمار ہوتا ہے بلکہ یہ سنن عادیہ میں سے ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا کدو اور کلائی کے گوشت کو پسند کرنا اور سنت عادیہ کے ترک کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں کمی نہیں ہوتی اور نہ اس کے اختیار کرنے سے عمل کے اصل ثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ اس کے ترک سے آدمی تارک سنت بنتا ہے۔ سنت شریعہ پر عمل کرنا تقاضائے شریعت ہے اور سنن عادیہ پر عمل کرنا تقاضائے طبیعت ہے تقاضائے شریعت نہیں۔ اس لئے سنت عادیہ کا ترک اتنا معیوب نہیں جتنا اس کے ترک پر اعتراض کرنا معیوب ہے کہ اس میں اہانت مسلم اور ایذا مسلم ہے جو حرام ہے۔ اگر کوئی آدمی سنن

عادیہ کو بھی اختیار کرے تو یہ اس کیلئے باعث فضیلت ہے تاہم اگر کوئی آدمی ٹوپی پہن کر نماز پڑھے یا امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی چنانچہ ردالمحتار: ج ۱ ص ۲۳۰ مَطْلَبُ فِي السُّنَّةِ وَتَعْرِيفُهَا، نور الانوار: ص ۱۷۱، بحث احکام شرعیہ، حسامی مع نامی: ص ۲۳، حسامی مع حاشیہ نظامی: ص ۵۹، میں ہے۔

وَالسُّنَّةُ نَوْحَانِ سُنَّةِ الْهَدَى وَكَأَنَّهَا يَسْتَوْجِبُ إِسَاءَةً وَكَوَاهَةً
وَالزَّوَائِدُ (سنن عادیہ) وَكَأَنَّهَا لَا يَسْتَوْجِبُ إِسَاءَةً وَكَوَاهَةً
مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِيَامِهِ وَقُعُودِهِ وَلِبَاسِهِ -
سنت کی دو قسمیں ہیں۔

① سُنَّةُ الْحَدَّثِ (سنت شریعہ) اس کا تارک مذمت کا مستحق ہوتا ہے اور عمل میں کراہت پیدا ہوتی ہے۔

② اور سنن زوائد (سنن عادیہ) کا تارک مذمت کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ اس کے ترک سے عمل میں کراہت آتی ہے جیسے قیام وقعود اور لباس میں نبی کریم ﷺ کے طریقے اور عادات۔ (البتہ اس نے جو سنت عادیہ کو اختیار کیا ہے اس کی بنیاد حب رسول ہے تو اس محبت پر بقیہ ثواب ملے گا اور اس جذبہ و طلبہ محبت کی بنیاد پر جس سنت عادیہ پر عمل کیا اس پر ثواب کی امید ہے۔ جیسے اگر کوئی آدمی اسی یک جذبہ کے ساتھ بکڑی باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو نماز کا ثواب تو وہی رہے گا جو نماز کا اصل ثواب ہے اس میں اضافہ نہ ہوگا، البتہ بکڑی پر مستقل الگ ثواب ملنے کی امید ہے جیسے کہ کوئی آدمی روزہ میں صدقہ کرے تو اس سے روزہ کے اصل ثواب میں اضافہ نہیں ہوگا مگر صدقے پر ثواب مل جائے گا) اور حاشیہ نظامی میں ہے سنن حدیثی کا حکم یہ ہے يُطَالَبُ الْمَرْءُ بِإِقَامَتِهَا وَالزَّوَائِدُ حَتَّى يُطَالَبَ بِإِقَامَتِهَا آدَمِ سے سنن حدیثی کو قائم کرنے کا شرطاً مطالبہ ہے جبکہ سنن زوائد کے قائم کرنے کا شرطاً کوئی

مطالبہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا لباس میں جو طریقہ تھا وہ شری حکم کے طور پر نہ تھا بلکہ طبعی تقاضے کے طور پر تھا اور لباس میں پگڑی بھی شامل ہے۔ لہذا پگڑی باندھنا سنت شریعہ نہیں بلکہ سنت عادیہ ہے۔ اور نور الانوار کے (صفحہ ۱۶) پر عمامہ کے سنت عادیہ ہونے کی صراحت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں پگڑی باندھنے کی فضیلت سنت شریعہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس سے بمقابلہ ٹوپی کے سر زیادہ ڈھانپا جاتا ہے جیسا کہ علامہ مناوی نے مذکورہ بالا عبارت میں اس کی صراحت کی ہے۔

صحیح حدیث:

علامہ مناوی نے فیض القدر میں اس حدیث کی مذکورہ بالا شرح کر کے اخیر میں اس حدیث کی سند لکھ کر اس پر وارد ہونے والے ایک اعتراض کا جواب بھی دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

مَنْسُورَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ - قَالَ جَعَلْنَا الْأَعْلَى مِنْ قَبْلِ الْأَمِّ الْأَزْهَى الْبِرَاقِي فِي حَرْجِ التَّوَمِيذِيِّ وَمَنْسُورَةُ بْنُ عُبَيْدٍ مَعْرُوكٌ.... لَكِنْ يَشْهَدُ لَهُ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ بِإِسْنَادٍ طَوِيلٍ الْمَسَاجِدَ حُسْرًا وَمُقَيِّمِينَ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ بَيْنَمَا الْمُسْلِمِينَ (فيض القدير، ج ۱ ص ۸۹)

میسرہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ علامہ مناوی کہتے ہیں ہمارے نضیالی جدِ اعلیٰ زین عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے کہ میسرہ بن عبید متروک ہے لیکن ابن عساکر کی روایت اس کی شاہد ہے جس کے الفاظ یوں ہیں اتعوا۔۔ الخ آذ مساجد میں برہنہ سر (اگر ٹوپی پگڑی نہ ہو) اور سر ڈھانپ کر (جب ٹوپی پگڑی دستیاب ہو) کیونکہ یہ مسلمانوں کی ملامت ہے۔ لہذا اس شاہد کے ملنے کی وجہ سے اس حدیث کا ضعف دور ہو گیا۔

حدیث نمبر ۴: عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّعُوا الْمَسَاجِدَ حُسْرًا وَمُقَيِّمِينَ فَإِنَّ الْعِمَامَةَ يَتَجَانُّ الْمُسْلِمُونَ (الکامل لابن ہدی: ج ۶ ص ۳۱۹)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مساجد میں آؤ خواہ نگے سر آؤ خواہ سر ڈھانپ کر آؤ کیونکہ پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں۔

حدیث نمبر ۵: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّعُوا الْمَسَاجِدَ حُسْرًا وَمُقَيِّمِينَ فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ سِيَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ (الکامل لابن ہدی: ج ۶ ص ۳۱۹، تاریخ دمشق: ج ۳۶ ص ۲۶۵)

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مساجد میں آؤ برہنہ سر اور سر ڈھانپ کر کیونکہ سر ڈھانپنا مسلمانوں کی شناخت ہے۔

فائدہ نمبر ۱: ان پانچ حدیثوں میں اگر فردا فردا ضعف ہے تو محدثین کے قاعدہ کے مطابق ان کے ایک دوسرے کیلئے مؤید ہونے کی وجہ سے وہ ضعف دور ہو جاتا ہے۔ نیز نگے سر فرض نماز پڑھنے کے بارے میں ایک بھی صریح حدیث نہیں بلکہ غیر مقلدین کے پاس صرف اپنی رائے ہے۔ مجتہدین اور فقہاء کی آراء کے مقابلہ میں جب ضعیف حدیث پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے تو ان سبہاء کی رائے کے مقابلہ میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا تو لاکھوں درجے بہتر ہے۔

فائدہ نمبر ۲: شاید ان حدیثوں کی وجہ سے یا کسی اور حدیث کی وجہ سے جو امام شعرانی کے سامنے تھیں انہوں نے لکھا

وَكَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِتَغْيِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ بِالْعِمَامَةِ أَوْ الْقَلَنْسُوَةِ وَيَنْهَى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ إِذَا اتَّعَمَ الْمَسَاجِدَ فَأَتَوْهَا مُقَيِّمِينَ وَالْعِمَامَةُ هِيَ الْعِمَامَةُ

(كشف الغمہ عن صحیح الامۃ: ج ۱ ص ۱۲۲)

”نبی پاک ﷺ نماز میں ٹوپی یا پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور نماز میں سر کھلا رکھنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم مساجد میں آؤ تو پگڑی باندھ کر آیا کرو اور عصا بہ سے مراد پگڑی ہے“

امام شعرائی نے نماز میں سر کھلا رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو منع کا ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے اُن کے سامنے ممانعت اور نبی والی صریح حدیث ہو جس کا انہوں نے یہاں خلاصہ ذکر کیا ہے۔ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے نماز میں سر کھلا رکھنے سے ممانعت کا ذکر اسی قاعدہ کے تحت کیا ہے اَلَا تُرَى بِالْأَنفُسِ نَهَى عَنْ حَيْثُہ۔ کسی چیز کا حکم دینا گویا اس کی ضد سے ممانعت ہوتی ہے جیسے بچ بولنے کا حکم گویا جھوٹ بولنے سے ممانعت ہے، پاکدامنی کا حکم گویا زنا سے منع کرنا ہے، نظر نیچی رکھنے کا حکم گویا بد نظری سے نبی ہے۔ نماز کا حکم گویا ترک نماز سے نبی ہے۔ اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم دیا ہے تو یہ حکم بھی گویا نماز میں سر کھلا رکھنے سے ممانعت ہے۔

حدیث نمبر ۶: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَائِمُ يُجَبَّانُ الْعَرَبُ فَإِذَا وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعُوا حِزْمَهُمْ (کنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰۵)

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پگڑیاں عربوں کے تاج ہیں پس جب انہوں نے پگڑیوں کو اتارا تو گویا انہوں نے لباس عزت کو اتار دیا“

حدیث نمبر ۷: عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَائِمُ وَقَارٌ لِلْمُؤْمِنِ وَحِزْمٌ لِلْعَرَبِ فَإِذَا وَضَعْتَ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ حِزْمَهَا (کنز العمال: ج ۱۵ ص ۳۰۸)

”پگڑیاں مؤمن کا وقار ہیں اور عرب کیلئے عزت ہیں، جب عرب نے پگڑیوں کو اتارا تو انہوں نے اپنی عزت کو اتار دیا“

تنبیہ:

چونکہ حضور ﷺ کے زمانہ میں طبعی ذوق پکڑی باندھنے کا تھا اس لئے آپ ﷺ نے پکڑی کا ذکر فرمایا اور نہ اصل مقصود ہے سر کو ڈھانپنا (خواہ پکڑی کے ساتھ ہو یا ٹوپی کے ساتھ ہو) اور سر کو ڈھانپنا وقار و عزت ہے اور سر کو کھلا رکھنا اور کھلے سر کے ساتھ پھرنا ذلت ہے اور اللہ کی درگاہ میں نگھے سر حاضر ہونا تو اور بھی ذلت و عیب کی بات ہے۔

مسلم: ج ۱ ص ۲۲۰ میں ہے وَهَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ ”یعنی نماز کی طرف آنے والا سکون اور وقار کے ساتھ آئے۔ جب نماز کی طرف آنے والے کو عز و وقار کے ساتھ آنے کا حکم ہے تو عین نماز میں نگھے سر والی حالت جو مذکورہ بالا حدیثوں کے مطابق ذلت اور بے وقار ہونے کی حالت ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کیونکر پسند ہو سکتی ہے؟ یہ یقیناً ناپسندیدہ اور خلاف ادب حالت ہے۔

حدیث نمبر ۸: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ عَلَى مُوسَى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ..... كُفَّةٌ صُوفٍ.....
الْكُفَّةُ الْفُلَانُصُوفَةُ الصَّيْهِيْرَةُ (جامع ترمذی: ج ۱ ص ۳۰۴)

”حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس دن رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا اُس دن موسیٰ کے سر پر چھوٹی ٹوپی تھی“ معلوم ہوا کہ دربار الہی کی حاضری کے آداب میں سے ہے سر ڈھانپنا۔ نیز معلوم ہوا کہ پکڑی کی بجائے ٹوپی سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۹: عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانُصُوفَةً خُصْمَاسِيَّةً طَوِيلَةً
(مسند ابی حنیفہ: ص ۲۹۹)

”امام اعظم ابو حنیفہ اپنے استاد عطاء سے وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔
حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر پانچ کونوں والی اونچی ٹوپی
دیکھی“

حدیث نمبر ۱۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْبِرُ الْفَنَاحَ (شمائل ترمذی: ص ۸)
”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو کپڑے
سے ڈھانپ کر رکھتے تھے“

فائدہ: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اوقات اپنے سر مبارک کو ڈھانپ
کر رکھیں مگر جب اللہ رب العزت کی بارگاہ عالی میں افضل ترین عبادت (یعنی نماز) کی
ادائیگی کیلئے حاضر ہوں تو سر سے کپڑا اتار کر پھینک دیں۔

حدیث نمبر ۱۱: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ فَقُلْتُ
أَخْبِرْنِي قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُ فُلَنُوسَةٌ
مَكُونُةٌ لَهَا أُذُنَانِ وَفُلَنُوسَةٌ لَا حَبِيَّةَ

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصمہانی: ج ۱ ص ۳۲۸)

جبریکتے ہیں میں عبد اللہ بن بسرؓ کو ملا میں نے کہا مجھے حدیث سنائیے۔ حضرت عبد اللہ
بن بسرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کی ایک ٹوپی اونچی ہے اور اس کے دو کان
ہیں اور ایک ٹوپی ایسی تھی جو سر کے ساتھ چٹی رہتی (یعنی وہ اونچی نہ تھی)

حدیث نمبر ۱۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ فُلَنُوسَةٌ بِيضَاءُ حَامِيَةٍ

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصمہانی: ج ۱ ص ۳۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے سر مبارک پر سفید شای ٹوپی ہے (جو اونچی نہ تھی)

حدیث نمبر ۱۳: عَنْ عَائِشَةَ ۙ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ مِنَ الْقَلْبَسِ فِي السَّفَرِ ذَوَاتِ الْأَذَانِ وَفِي الْحَضَرِ الْمُشَمَّرَةَ يُعْنِي الشَّامِيَّةَ

(الانوار فی شائل النبی الخاریج ص ۱۸۵، بحی السید حسین بن مسعود بغوی)

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں وہ ٹوپی پہنتے جو کانوں والی تھی اور حضر میں وہ ٹوپی پہنتے جو بغیر کانوں کے تھی اور زیادہ اونچی بھی نہ تھی یعنی شای ٹوپی“

ابو الحسن بلاذری نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چڑے کی سوراخ دار ٹوپی تھی۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک مصری ٹوپی ہے اور ایک کانوں والی ٹوپی ہے اور ایک ایسی ٹوپی ہے جو زیادہ اونچی نہیں بلکہ وہ سر کے ساتھ ملی رہتی ہے۔

(سبل المحدثی وارشاد: ج ۷ ص ۲۸۴)

نیز جعفر بن محمد اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سفید ٹوپی، کبھی خوبصورت حش ٹوپی اور کبھی کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے۔

(سبل المحدثی وارشاد: ج ۷ ص ۲۸۵)

اور عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

فائدہ: محدثین نے کتب حدیث میں پگڑی اور ٹوپی سے متعلق احادیث پر جو مختلف عنوانات قائم کئے ہیں ان کو ابواب الوضوء، ابواب السجود، ابواب الحج، ابواب الجہاد اور ابواب اللباس میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہؒ میں تیرہ ابواب ہیں، سنن نسائی میں چھ، سنن

ترمذی اور شائل ترمذی میں تین، سنن ابن ماجہ میں چار اور سنن ابوداؤد میں دو۔ مذکورہ بالا پانچ کتابوں کے ان اٹھائیس ابواب میں ایک سو چھیالیس مرفوع و موقوف احادیث ہیں۔ جن میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے پکڑی یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا مسئلہ ہے۔ باقی سینکڑوں کتب حدیث اُن کے علاوہ ہیں۔

فہرست طلب امور:

- (الف) جب رسول اللہ ﷺ وضو اور جنگ کے وقت بھی پکڑی سر پر رکھتے تھے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نماز کے وقت سر سے کپڑا اتار کر نیکے سرفنا پڑھتے ہوں۔
- (ب) مصنف ابن ابی شیبہ میں دو باب ہیں ① بَابُ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كُوفٍ الْعِمَامَةِ وَلَا يَرَى بِهٖ بَأْسًا یعنی اُن فقہاء و محدثین کے دلائل جن کے نزدیک پکڑی کے بل پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس باب میں آٹھ حدیثیں درج ہیں۔
- ② بَابُ مَنْ كَبَّرَ السُّجُودَ عَلَى كُوفٍ الْعِمَامَةِ یعنی اُن فقہاء و محدثین کے دلائل جن کے نزدیک پکڑی کے بل پر سجدہ مکروہ ہے۔ اس باب میں بارہ احادیث ہیں۔ صرف ان دو ابواب کی ہیں احادیث مبارکہ ہی کو دیکھ لیجئے، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ملت طریقہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتا ہے۔
- (ج) سر بالا تفاق ستر کا حصہ نہیں۔ لہذا پکڑی و ٹوپی کا مقصد ستر چھپانا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ انسان کیلئے خوبصورتی کے علاوہ شرف و عزت اور شرم و حیاء کی علامت ہے۔ پس دربار خداوندی میں اپنا خوبصورت لباس عزت پہن کر نماز جیسی عظیم عبادت ادا کرنا تقاضائے بندگی بھی ہے اور عظمت و شرافت کی دلیل بھی۔
- (د) شارحین حدیث نے پکڑی و ٹوپی سے متعلق حدیثوں کی شرح کرتے ہوئے مختلف نکات پر بحث کی ہے۔

① عمامہ کا رنگ ② کون سا رنگ آپ کو زیادہ پسند تھا ③ کس موقع پر کونسا رنگ تھا ④ عمامہ ٹوپی پر یا ٹوپی کے بغیر ⑤ عمامہ کی لمبائی ⑥ کنارہ کس طرف چھوڑتے تھے، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے ⑦ ایک کنارہ چھوڑتے تھے یا دو ⑧ پگڑی کو دائیں طرف بچھ دیتے تھے یا بائیں طرف ⑨ ٹوپی کی قسمیں۔

اگر شریعت اسلام میں سر ڈھانپنے کی خصوصاً نماز جیسی اہم ترین اور عظیم ترین عبادت میں کوئی اہمیت نہیں تو کتب حدیث میں اسے ابواب قائم کرنے کا کیا فائدہ؟

نیز نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی کی اتنی تحقیق کی گئی ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کی تعداد تک لکھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود کسی محدث یا شارح نے آپ کے ننگے سر چلنے پھرنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت کو نقل نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۴: عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَوَضَّأَ لَرَفْعِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مَقْدَمَ رَأْسِهِ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۱ ص ۲۳)

”عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پس پگڑی کو اوپر کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا“

فائدہ ۵: وضو کے وقت سر پر پگڑی باندھنا دراصل نماز کیلئے تھی۔ یہ بات بھی قائل غور ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وضو کے وقت تو سر پر پگڑی ہو اور جب بارگاہِ واپزدی میں جائیں جو انتہائی تعظیم و ادب کا مقام ہے وہاں اُتار دیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

حدیث نمبر ۱۵: عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَلْبَسُ الْعِمَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (سبل الحمد للہ والارشاد: ج ۸ ص ۲۰۷)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن پگڑی

پہنتے تھے“

حدیث نمبر ۱۶: عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَلْبَسُهَا فِي الْعِيدَيْنِ وَيُرْوِيهَا خَلْفَهُ

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج ۸ ص ۳۱۳)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کی
پگڑی تھی جس کو آپ دونوں عیدوں میں باندھتے اور اس کا کنارہ اپنے پیچھے چھوڑتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَهُوَ مَعْتَمٌ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ عِمَامَةً وَصَلَّ
الْبِعْرَاقَةَ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَاعْتَمَّ بِهَا (سبل الہدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۷۱ و
ابن مساکر: ج ۳ ص ۹۱ اوحد الاسناد اشہر)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب
سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دن ہمیشہ پگڑی باندھ کر نکلتے اور اگر پگڑی
نہ ہوتی تو کپڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ پگڑی باندھتے۔

فائدہ ﴿اس حدیث کی سند کے متعلق سبل الہدیٰ والرشاد اور تاریخ ابن مساکر میں لکھا
ہے وَهَذَا لِإِسْنَادِ أَهْلِهِ لَيْتَنِي إِسْنَادُ فِي سُنَنِ مَحْتِ رَاجِحٌ ہے۔ امام ترمذی نے
جامع الترمذی: ج ۱ ص ۱۱ بَابُ فِي الْأَسْبَابِ بِأَلْفِ حَرْفَيْنِ میں لفظ أَهْلِهِ کو اسی معنی میں
استعمال کیا ہے وَسَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بَشْيَ وَكَانَ رَأَى حَدِيثَ
زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَهْلِهِ
وَوَضَعَهُ فِي كِتَابِهِ الْجَمَاعِ ”میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے حدیث کے متعلق پوچھا
تو انہوں نے کچھ بھی فیصلہ نہ کیا لیکن اُن کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُن کے نزدیک زحیر
عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود کی سند والی حدیث اشہر
ہے یعنی اس میں صحت راجح ہے کیونکہ امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں لکھا

ہے۔ پس جو درجہ بخاری کی اس سند کا ہے مذکورہ بالا پگڑی والی حدیث کا بھی وہی درجہ ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کیلئے ایک ہی لفظ استعمال ہوا ہے یعنی اشیاء جس کا معنی ہے کہ اس میں صحت رائج ہے۔

(مقدمہ فتح الباری: ص ۳۴۷، فتح المغیث لفقہ الدین بخاری: ج ۳ ص ۸۱، ۸۲)

فائدہ ﴿اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں سر ڈھانپنے کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ پگڑی نہ ہونے کی صورت میں کپڑوں کے ٹکڑوں کو باہم بچوست کر کے اُن کی پگڑی بنا کر سر پر باندھتے۔

حدیث نمبر ۱۸: عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ وَكَعَ

الْقُلَنْسُوَّةَ وَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِهِ (سنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۱ ص ۶۱)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ سر کا مسح کرتے تو اپنی ٹوپی کو اوپر اٹھا کر اپنے سر کے اگلے حصہ پر مس کرتے“.....

اور ظاہر ہے کہ سر پر ٹوپی نماز کیلئے ہوتی تھی اور یہ بہت ہی بعید بات ہے کہ وہ وضو کے وقت تو سر پر ٹوپی رکھتے ہوں اور مسح کے وقت اس کو تھوڑا سا اوپر کر کے سر کے اگلے حصہ پر مسح کریں اور نماز میں اتار دیں کہ یہ خلاف ادب ہے۔

حدیث نمبر ۱۹: عَنِ الْعَلَاءِ قَالَ رَأَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ يُصَلِّي

وَهُوَ مُقْبِعُ رَأْسِهِ..... رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ

سَعِيدٍ (سبل الہدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۹۱)

”علاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حسن بن علیؓ کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے سر کو ڈھانپا ہوا ہے۔ اس روایت کو سعید بن منصور اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن سعید نے نقل کیا ہے“

حدیث نمبر ۲۰: وَضَعَ أَبُو إِسْحَاقَ فَلْيَسُوْكَهُ فِي الصَّلَاةِ

وَرَفَعَهَا (بخاری: ج ۱ ص ۱۵۹)

”ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو نیچے اُدارا اور پر کیا“

حدیث نمبر ۲۱: قَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ رَأَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ

بُرْنُوسًا أَصْفَوْ مِنْ خَمْرٍ (بخاری: ج ۲ ص ۸۶۳)

”معرکہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے فرمایا میں نے حضرت انسؓ

کو دیکھا کہ اُن کے سر پر ریشم اور اون سے بنی ہوئی دروٹوئی ہے“

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کا طبعی ذوق سر ڈھانپنے کا تھا۔ جب

وہ عام حالات میں بھی سر ڈھانپنے کو عزت اور وقار سمجھتے تھے اور سر کھلا رکھنا ذلت اور وقار و

عزت کے مٹانی خیال کرتے تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ درگاہِ ایزدی میں نماز جیسی عظیم

مبادرت کے وقت گھڑی، ٹوپی ہونے کے باوجود سر کو کھلا رکھتے ہوں۔

حدیث نمبر ۲۲: وَلَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى

الْإِمَامَةِ وَالْقُلُوسَةِ (بخاری: ج ۱ ص ۵۶)

”حسن بصری فرماتے ہیں کہ قوم (یعنی صحابہ کرامؓ) گھڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے“

اسکی وضاحت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نماز میں سر کو گھڑی یا ٹوپی کے ساتھ ڈھانپتے تھے

اور جب سجدہ کرتے تو شدت گری کی وجہ سے گھڑی کا ٹل پیشانی پر کر کے یا ٹوپی نیچے پیشانی تک

کر کے سجدہ گھڑی کے ٹل پر یا ٹوپی پر کرتے تھے۔ اس سے نماز میں سر کا ڈھانپنا ثابت ہوا۔

حدیث نمبر ۲۳:

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَا هَجْرَتِ كِي خَبَر دِيْتِي وَتِ

ڈھانپا ہوا تھا:

صحیح بخاری: ج ۱ ص ۵۵۳ باب حجۃ التیؐ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم

زوال کے وقت ابوبکرؓ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے حضرت ابوبکرؓ کو خبر دی
 هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطْعِمًا فِي مَسَاعِدٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيهَا
 ”یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے سر ڈھانپا ہوا ہے۔ اور آپ ﷺ ایسے وقت میں
 تشریف لائے کہ اس وقت آپ ﷺ کے آنے کی عادت نہ تھی“
 اس حدیث میں آپ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ اس واقعہ کو
 بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ابوبکرؓ کو ہجرت کی اجازت
 ملنے کی خبر بتائے آئے تو رسول اللہ ﷺ کا سر ڈھانپا ہوا تھا۔

ہدایت نمبر ۲۴:

رسول اللہ ﷺ کا آخری خطبہ میں سر ڈھانپنا:

رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ والی حدیث صحیح بخاری میں تین جگہ حضرت عبداللہ بن
 عباسؓ سے مروی ہے۔ بخاری: ص ۱۲۷۔ باب من قال فی الخطبة بعد القضاء
 اما بعد، بخاری: ص ۵۱۳۔ باب علامات النبوة فی الاسلام، بخاری: ص ۵۳۶۔ باب
 ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة۔ اور دو جگہ حضرت انسؓ کی روایت
 سے ہے: بخاری: ص ۵۳۶۔ باب ويؤثرون... الخ... بالترتيب دون حدیثیں ملاحظہ کیجئے
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَبَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمَنَ وَكَانَ
 آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُطْعِمًا مِلْحَفَةً عَلَى مَنْكِبَيْهِ لَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ
 بِعَصَايَةٍ دَسَمَهُ لِحِمْدِ اللَّهِ وَأَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَكَابِرٌ
 إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ وَيُكْفِرُ النَّاسُ
 فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُعْزَرَ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يُنْفَعَ فِيهِ
 أَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے خطبہ کیلئے اور آپ ﷺ کی زندگی کی یہ آخری مجلس تھی۔ آپ ﷺ نے بڑی چادر اپنے کندھوں تک لپیٹی ہوئی تھی اور سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا ”اے لوگو میرے قریب ہو جاؤ۔ لوگ جلدی سے آپ ﷺ کے قریب ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا، بے شک انصار تھوڑے ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ زیادہ ہو جائیں گے (جیسے نمک طعام میں: ص ۵۱۲) پس جو شخص عمر ﷺ کی امت میں سے کسی چیز کا والی بن جائے اور وہ اپنی استطاعت کے مطابق کسی کو ضرر اور کسی کو نفع پہنچائے تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے اچھا معاملہ کرنے والے کی اچھائی قبول کرے اور ان کے بُرے معاملہ کرنے والے کی بُرائی سے درگزر کرے“ اور حضرت انسؓ کی روایت اس طرح ہے۔

اَنَّسُ بْنُ مَالِكٍ يَقُولُ مَرَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِمَجْلِسٍ مِنَ الْمَجَالِسِ
الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَنْكُرُونَ فَقَالَ مَا يَكْبِتُكُمْ قَالُوا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ
مِمَّا قَدْ عَمِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ فَعَرَّجَ النَّبِيُّ
ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً بَرْدٍ فَقَالَ فَصَعِدَ الْمُنْبَرَ وَلَمْ
يَصْعَدْ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَصَعِدَ اللَّيْلَةَ وَأَتْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَوْصِيكُمْ
بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِيهُونَ وَعَشِيهُونَ وَقَدْ قَضَوْا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَيَقَى الَّذِي
لَهُمْ فَاقْبَلُوا مِنْ مَحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئَتِهِمْ

”حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔ پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کی ہمارے ساتھ مجلس ہوتی تھی اس کو یاد کر کے رو رہے ہیں (آپ کے پیار ہونے کی

بھر سے اس مجلس سے اب محروم تھے) حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو انصار کی اس بیٹانی اور بے چینی کی خبر سنائی۔ پس یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر چادر کے کنارہ کو پکڑی کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کے بعد کبھی منبر پر نہ چڑھ سکے۔ آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے لئے ایسے ہیں جیسے انسان کیلئے معدہ یا جیسے کپڑوں کیلئے صندوق (یعنی وہ میرے رازدار اور مستند علیہ لوگ ہیں) تحقیق انہوں نے وہ حق ادا کر دیا جو ان کے ذمہ تھا۔ ہاں البتہ ان کا وہ حق جو ہمارے ذمہ ہے ابھی تک باقی ہے۔ پس تم ان کے اچھا معاملہ کرنے والے سے اچھائی قبول کرو اور ان کے بُرے معاملہ کرنے والے سے درگزر کرو۔

ان دونوں حدیثوں میں صراحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کا یہ آخری خطبہ تھا۔ آپ ﷺ کا اس آخری خطبہ میں بھی سر ڈھانپا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۵:

رسول اللہ ﷺ کا اپنی آخری نماز میں سر

ڈھانپنا

رسول اللہ ﷺ کا وصال بروز سوموار بوقت چاشت ہوا۔

(سیرت ابن ہشام: ج ۲ ص ۶۵۴، ج ۶ ص ۷۲، سیرت ابن کثیر: ج ۳ ص ۴۶۵)

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَاصِبًا رَّاسَهُ اِلَى الصُّبْحِ وَابُو بَكْرٍ... الخ

سوموار کے دن نبی کریم ﷺ صبح کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک پر پکڑی باندھی ہوئی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ

تشریف لائے تو لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے جگہ خالی کی۔ حضرت ابو بکرؓ مجھ گئے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے ایسا کیا ہے، اس لئے وہ اُلٹے پاؤں مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی کمر بڑھاتھ رکھ کر مصلے پر کھڑا رہنے کا اشارہ کیا اور فرمایا صَلَّی بِالنَّاسِ لَوْ كُنُوا كُفْرًا پڑھائیے اور خود رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی دائیں جانب بیٹھ گئے (جیسا کہ ایک مقتدی امام کے دائیں جانب ہوتا ہے) (سیرت ابن ہشام: ج ۲ ص ۶۵۲، دلائل النبوة: ج ۸ ص ۲۹۶)

پھر آپ ﷺ نماز کیلئے کیسے تشریف لائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے حضرت فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مرض الوقات میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اُس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر زرد رنگ کی مچڑی تھی۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے ملیک ملیک کے بعد فرمایا: اے فضل! میں نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اس مچڑی کو میرے سر پر مضبوط کر دو۔ سو میں نے اس کو مضبوطی سے لپیٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر رکھا (دوسرا ہاتھ اپنے غلام قویان کے کندھے پر رکھا) پھر کھڑے ہوئے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: ج ۷ ص ۲۷۲، سیرت حلبیہ: ج ۳ ص ۴۶۸)

یہ آپ ﷺ کی زندگی کی آخری نماز تھی جو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پڑھی۔ صبح کی نماز پڑھی اور چاشت کے وقت وصال ہو گیا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ آخِرُ صَلَوةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ صَلَّى فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ مَتَوَحِّحًا خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ (نسائی: باب صلوۃ الامام خلف رجل من رعيہ، صبح ابن حبان: ج ۵ ص ۴۹۶)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جماعت کے ساتھ آخری نماز

حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے پڑھی اس حالت میں ایک بڑی چادر کندھوں تک لپٹی ہوئی تھی (اور سر پر زرد رنگ کا عمامہ مضبوط بندھا ہوا تھا) پس نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز بھی سر ڈھانپ کر پڑھی ہے۔

اے بھائیو! کیا اب بھی نیکے سر نماز پڑھنے کی عادت جاری رکھو گے؟

فائدہ: امام بخاری نے صحیح بخاری: ج ۱ ص ۸۶۳ پر باب قائم کیا ہے بَابُ الْقَنْطَرِ اِس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ میں سر ڈھانپنے کی حدیث ابن عباسؓ اور حدیث انسؓ کا اجمالی حوالہ دیا ہے۔

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَخْرُجُ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ ذُشَمَاءُ وَكَانَ
اَنَّ عَصَبَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةً يُرْوِ

”حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نکلے تو آپ کے سر مبارک پر پگڑی نما سیاہ کپڑا تھا اور حضرت انسؓ نے فرمایا نبی ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر کے کنارہ کو پگڑی کی طرح لپیٹا ہوا تھا۔ اسی طرح ہجرت کی خبر دیتے وقت جو سر کو ڈھانپا ہوا تھا اس حدیث کو بھی نقل کیا ہے۔ اور عمدۃ القاری میں تصحیح کا معنی لکھا ہے سر کو پگڑی وغیرہ سے ڈھانپنا۔

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ حنفی کی روشنی میں﴾

① مَسَقَطُ قَلَنْسُوْتِهِ اَوْ عِمَامَتُهُ فِي الصَّلَاةِ لَوْ قَعَّ الْقَلَنْسُوْتَةُ بِرَأْسِهِ
وَاجْتَلَى أَفْعَلُ مِنَ الصَّلَاةِ بِكُشْفِ الرَّأْسِ وَأَمَّا الْعِمَامَةُ فَإِنَّ رَفْعَهَا
وَوَضْعَهَا عَلَى الرَّأْسِ بِرَأْسِهِ وَاجْتَلَى مَعْقُوْدَةً كَمَا كَانَتْ لَمَسَعُو الرَّأْسِ
أَوَّلَى (درر الاحکام شرح فروع الاحکام: ج ۱ ص ۳۹۶)

”اگر نماز میں ٹوپی یا پگڑی گر گئی پھر اس کو ایک ہاتھ کے ساتھ سر پر رکھ لے تو یہ ہند سر نماز پڑھنے سے یہ افضل ہے۔ اسی طرح ایک ہاتھ کے ساتھ پگڑی کو اٹھانا اور سر پر رکھنا ممکن ہو اور ایک ہاتھ اپنی حالت پر باندھا ہوا ہو تو سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپ لینا بہتر ہے۔

⑤ وَكُفْرُهُ وَهُوَ مَكْشُوفُ الرَّأْسِ تَكَاسُّلاً لِقَوْلِكَ الْوَلَارِ

(مرآتی الفلاح: ج ۱ ص ۱۵۴)

”اور سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز مکروہ ہے ترک وقار کی وجہ سے“

⑥ وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَلَاثَةِ ثِيَابٍ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ قِيمَتِ

وَأَزَاوٍ وَعِمَامَةٍ (مرآتی الفلاح: ج ۱ ص ۱۴۵، ۱۵۴)

”اور مستحب یہ ہے کہ اپنے کپڑوں میں سے اپنے خوبصورت ترین تین کپڑوں میں

نماز پڑھی جائے۔ قیم، تہبند اور پگڑی“

⑦ أَلَا فَعَلَّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ حَتَّى يَحْصَلَ السُّتْرُ الْعَامُّ وَبَعْضُ

الْفُقَهَاءِ قَالُوا الْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَلَاثَةِ ثَوَابٍ قِيمَتِ

وَعِمَامَةٍ (مجمع الأنهر: ج ۱ ص ۲۱۵)

”افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے تاکہ ستر عام حاصل ہو۔ بعض فقہاء

نے کہا ہے کہ تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ قیم، تہبند اور پگڑی“

⑧ لَوْ صَلَّيْتُ مَكْشُوفَ الرَّأْسِ وَهُوَ يَجِدُ مَا يَسْتَعْرِيه الرَّأْسُ إِنْ كَانَ

تَهَاوَنًا بِالصَّلَاةِ يَكْفُرُهُ (المحيط البرهانی: ج ۵ ص ۱۳۷)

”اگر سر ڈھانپنے کیلئے کپڑا میسر ہو پھر بھی نماز میں سر ڈھانپنے کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے

نکھ سر نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہے“

⑨ وَكُفْرُهُ صَلَواتُهُ حَاسِرًا رَأْسُهُ لِلتَّكَا سَلٍ وَعَدَمِ الْعِمَامَةِ

(درر الاحکام: ج ۱ ص ۴۷۵)

”اور سستی اور برہانہ کرنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے“

⑩ وَكُفْرُهُ الصَّلَاةُ حَاسِرًا رَأْسُهُ إِذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ

ذَلِكَ تَكَاسُّلاً أَوْ تَهَاوَنًا بِالصَّلَاةِ (مالگیری: ج ۱ ص ۱۰۶)

”جب چٹائی (یا ٹوپی، رومال وغیرہ) میسر ہو اس کے باوجود برہند سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسا کرے سستی سے اور نماز میں سر ڈھانپنے کو غیر اہم سمجھنے کی وجہ سے“

⑧ وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ حَاسِرًا رَأْسُهُ تَكَاسُلًا (المجلد البرہانی: ج ۱ ص ۵۶)

”اور بچہ سستی برہند سر نماز پڑھنا مکروہ ہے“

⑨ وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ أَيْضًا مَعَ تَشْيِيرِ الْكُفْمِ عَنِ السَّاعِدِ وَمَكْشُوفِ

الرَّأْسِ (فتح القدیر: ج ۱ ص ۴۱۸)

”اور کلائی سے آستین اوپر چڑھا کر اور برہند سر نماز پڑھنا مکروہ ہے“

⑩ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مُرْتَكِبٍ الْأَفْعَالِ الْمُخِلَّةِ بِالْمُرُوءَةِ بِاتِّفَاقٍ

الْأَبْنَاءِ وَلَوْ تَكَاسَلَتْ بِتِلْكَ الْأَفْعَالِ غَيْرَ مَعْرُومٍ كَالسَّيْرِ فِي الطُّرُقِ

وَمَجَامِعِ النَّاسِ بِالْقِمِصِ فَقَطْ وَمِلَّةِ الرَّجُلَيْنِ عِنْدَ النَّاسِ وَكُشْفِ

الرَّأْسِ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي يُعَدُّ كُشْفُ الرَّأْسِ فِيهَا مُتَعَالِفًا لِلْعَادَةِ

وَأَسَاقَةِ الْأَذْيَابِ (درر الاحکام شرح غرر الاحکام: ج ۳ ص ۳۱۷)

”ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ ایسے افعال جو شریعت میں اگرچہ حرام نہیں لیکن وہ مروت کے خلاف ہیں اُن کے مرتکب کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جیسے اکیلی قمیص پہن کر راستوں پر چلنا اور مجلسوں میں آنا، لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کرنا اور ایسی جگہ میں سر کو کھلا رکھنا جس میں سر کھلا رکھنا خلاف عادت ہو اور بے ادبی سمجھی جاتی ہو“

⑪ الصَّلَاةُ مَقْعُومًا أَوْ فَعْلًا مِّنَ الصَّلَاةِ مَكْشُوفِ الرَّأْسِ لِمَا أَنَّ

ذَلِكَ أَتْلَغُ فِي الْأَخْيَرَامِ (بدائع الصنائع: ج ۱ ص ۴۷۰)

”چٹائی باندھ کر نماز پڑھنا اُس نماز سے افضل ہے جو برہند سر پڑھی جائے کیونکہ

سر ڈھانپنے میں پورا پورا ادب و احترام ہے“

⑤ إِنْ صَلَّى فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ يَجُوزُ وَيُكْرَهُ وَكَذَا فِي السَّوَادِ لِي
فَقَعْلَ بِغَيْرِ عُدْوٍ وَكَذَا مَكْشُوفُ الرَّأْسِ لِلْعَاهُونَ وَالْعُكَّاسِلِ
(المحرر الرائق: ج ۳ ص ۱۳۳)

”بغیر عذر کے اکیلے تہبند یا پانجامہ یا شلوار وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح سر ڈھانپنے کو بغیر مل بچنے یا سستی کرنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے“

⑥ وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ قِمِيمٍ وَإِزَارٍ
وَعِمَامَةٍ (عالمگیری: ج ۱ ص ۵۹، المحرر الرائق: ج ۳ ص ۵۸، ج ۳ ص ۱۳۳، المحیط
البرحانی: ج ۲ ص ۵۷، بدائع الصنائع: ج ۲ ص ۳۵۹، درر الاحکام: ج ۱ ص ۳۶۸ فقہ العبادات
: ج ۱ ص ۷۶، الاختیار لتطیل النحر: ج ۱ ص ۱۳۹)

”اور تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے یعنی قمیص، تہبند اور عمامہ“

⑦ وَالْمُسْتَحَبُّ ثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ قِمِيمٍ وَإِزَارٌ وَرِدَاءٌ وَعِمَامَةٌ هَكَذَا
حَكَاهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْهَنْدَوَانِيُّ عَنْ أَصْحَابِنَا وَعَنْ مُحَمَّدٍ الْمُسْتَحَبُّ ثَوْبَانِ
إِزَارٌ وَرِدَاءٌ (حاشیہ تبیین الحقائق: ج ۱ ص ۲۸۷، تجلید الفقہاء: ج ۱ ص ۱۳۶)

”مستحب تین کپڑے ہیں۔ قمیص، تہبند یا بڑی چادر اور کچڑی۔ اسی طرح ابو جعفر ہندوانی نے ہمارے حنفی علماء سے نقل کیا ہے اور امام محمد کے نزدیک دو کپڑے مستحب ہیں یعنی تہبند اور بڑی چادر (جو سر وغیرہ کو ڈھانپ لے)“

⑧ وَلَا بُأْسَ إِذَا فَعَلَهُ أَمَى إِذَا كَشَفَ الرَّأْسَ تَذَلُّلاً وَخُشُوعاً لَا نَدَى
ذَلِكَ هُوَ الْمَقْصُودُ الْأَصْلِيُّ فِي الصَّلَاةِ وَفِي قَوْلِهِ لَا بُأْسَ إِهَارَةً إِلَى
أَنَّ الْأَوَّلَى لَنْ لَا يَفْعَلَهُ وَأَنْ يَتَلَلَّ وَيَخْفَعَ بِقَلْبِهِ لِيَاثِمَهُمَا مِنْ أَعْمَالِ
الْقَلْبِ (فتاویٰ السنن شرح منیہ المصلح: ج ۱ ص ۳۳۷)

”اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت و عاجزی ظاہر کرنے کیلئے برہنہ سر نماز پڑھنے میں کوئی

حرج نہیں کیونکہ نماز میں اصل مقصود یہی کیفیت ہے اور لاہٹاس کے لفظ میں اشارہ ہے کہ یہ خلاف اولیٰ ہے، اس کے مقابلہ میں اولیٰ و افضل یہ ہے کہ برہندہ سر نماز نہ پڑھے کیونکہ عاجزی اور خشوع و خضوع کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔

﴿يُكْرَهُ الْأَعْيَاجَارُ وَهُوَ لَفُ الْعِمَامَةِ حَوْلَ رَأْسِهِ وَإِبْدَاءُ الْهَامَةِ كَمَا يَتَعَلَّقُ الشَّعَارُ فِي الْمَحِيطِ وَيُكْرَهُ الْأَعْيَاجَارُ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَى عَنْهُ وَهُوَ أَنْ يُحْذَرَ عِمَامَةً وَيَتَوَكَّ وَشَعْرَ رَأْسِهِ مَكْشُوفًا كَهَيْئَةِ الْأَفْرَادِ﴾
(المحرر الرافعي: ج ۴ ص ۱۲۸، فتح القدیر: ج ۱ ص ۴۱۲)

”اعتبار مکروہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ سر کے ارد گرد پگڑی لیٹنا اور درمیان سے کھلا رکھنا جیسا کہ مکار، فریبی اور شریر لوگ کرتے ہیں۔ محیط میں ہے کہ اعتبار مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اعتبار کی صورت یہ ہے کہ پگڑی کو سر کے ارد گرد لیٹا جائے اور سر کو درمیان سے کھلا چھوڑ دیا جائے شریر لوگوں کی ہیئت کی طرح“

﴿وَحَاسِرَ الرَّأْسِ أَيْ كَاسِلًا إِيَّاهُ وَهَذَا إِذَا كَانَ لِلْعُكَّاسِلِ وَقِيلَ رَحَا يَحْتَا لَا إِلَهَ إِلَّا هِيَ بِهَا لَا تُكْفَرُ﴾ (مجمع الأنهر: ج ۱ ص ۳۸۵)

”اور برہندہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ سستی اور آداب نماز کی کم رعایت کرنے کی وجہ سے ہو اور اگر نماز کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے ہو تو کفر ہے“

﴿قَوْلُهُ لِلْعُكَّاسِلِ أَيْ لَا يَجِلُّ الْكُسْلِي بِأَنْ اسْتَقْفَلَ تَغْيِطَةً وَلَمْ يَرَهَا أَمْرًا مُهِمًّا فِي الصَّلَاةِ فَكَرَّكَهَا لِلْيَلِّكَ وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِهِمْ تَهَا وَنَا بِالصَّلَاةِ﴾ (رد المحتار: ج ۵ ص ۱۳)

”اور سستی کی وجہ سے برہندہ سر نماز مکروہ ہے۔ سستی کی صورت یہ ہے کہ سر ڈھانچنے کو بوجھ اور نکل سجے اور نماز میں اس کو اہم کام نہ سمجھے، اسی وجہ سے سر نہ ڈھانچے اور تھکا و نا بالصلوٰۃ کا مطلب یہی ہے (اس کا معنی نماز کو ہلکا اور حقیر کام سمجھنا نہیں کیونکہ نماز کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے برہندہ سر نماز پڑھنا کفر ہے)“

۱۵) وَمُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ حَاسِرًا أَوْ خَالَ كَتِفَيْهِ كَمَا جَاءَ رَأْسُهُ تَكَاثُلًا
لِاجْتِلَاءِ الْكُفْلِ وَسَبَبُهُ بِأَنْ اسْتَعْقَلَ تَغْطِيَتَهُ وَلَمْ يَرَوْهَا أَمْرًا مُهِمًّا فِي
الصَّلَاةِ لَمَّا كُنْهَا لِلذِّكْرِ وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِهِمْ تَهَاوَنًا بِالصَّلَاةِ
(فتاویٰ المستملی شرح منیۃ المصلی: ج ۱ ص ۳۳۷)

”اور سستی کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس سستی کا سبب یہ ہے کہ نماز
میں سر ڈھانچا بوجھ سمجھتا ہے اور نماز میں سر ڈھانچے کو اہمیت نہیں دیتا، اسی وجہ سے نماز میں
سر کھلا چھوڑ دیتا ہے اور تهاوَنًا بالصَّلَاةِ کا یہی معنی ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں نماز کو گھٹایا اور حقیر
کام سمجھتا کیونکہ نماز کو حقیر کام سمجھنے کی وجہ سے برہنہ سر نماز پڑھنا کفر ہے“
۱۶) الْخَفِيفَةُ عَدُوُّ الْمَكْرُوهَاتِ مِنْهَا الصَّلَاةُ وَهُوَ مَكْفُوفُ الرَّأْسِ
تَكَاثُلًا (الفتاویٰ علی المذاہب الاربعہ: ج ۱ ص ۲۸۱)
”خفیفہ نے نماز کے جو مکروہات شمار کئے ہیں اُن میں سے ایک مکروہ یہ ہے سستی کی وجہ
سے برہنہ سر نماز پڑھنا“

﴿نماز میں سر ڈھانچا نافقہ شافعی کی روشنی میں﴾

① قَالَ أَصْحَابُنَا يُسْتَعَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ فِي أَحْسَنِ زِيَابِهِ
الْمُعْتَمِرَةِ لَهُ وَيَتَقَمَّصُ وَيَتَعَمَّمُ (المجموع شرح المہذب: ج ۳ ص ۱۷۳)
”ہمارے شافعی علماء نے کہا ہے کہ آدمی کو جو خوبصورت ترین کپڑے میسر ہوں اُن میں
نماز پڑھے اور قمیص بھی پہنے اور کچڑی بھی باندھے“

② وَيُسْتَعَبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُلْبَسَ لِلصَّلَاةِ أَحْسَنَ زِيَابِهِ وَيَتَقَمَّصُ
وَيَتَعَمَّمُ وَيَتَغَطَّلُ وَيَتَرْتَدِي وَيَتَزَوَّرُ أَوْ يَتَسَرَّوَلْ لَأَنَّهُ يُرِيدُ الْعَمَلُ بَيْنَ
يَدَيِ اللَّهِ فَيَتَجَمَّلُ بِذَلِكَ وَالْأَخْيَرَانِ مِنْ زِيَادَتِهِ
(اسنی المطالب شرح روض المطالب: ج ۳ ص ۶۲، ۶۳)

”آدی کے لئے مستحب ہے کہ وہ نماز کیلئے خوبصورت ترین کپڑے پہنے۔ نیز قمیص پہنے اور پگڑی باندھے (یعنی پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپے) اور تہبند باندھے یا شلوار پہنے نیز سبز یا سادہ چادر بھی اوڑھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے وہ خوبصورت لباس پہن کر حاضر ہو۔ پگڑی اور چادر اوڑھنے سے مجال میں اضافہ ہو جاتا ہے“

⑤ وَحَسَنَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَلْبَسَ لِلْمَسَلَةِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمُ وَيَتَوَكَّلِسَ وَيَتَوَدِّي وَيَتَزَوَّجَ وَيَتَسَرَّوَلْ

(تحفة المحتاج فی شرح المنهاج: ج ۶ ص ۲۶۵)

”آدی کیلئے نماز میں اچھے سے اچھے کپڑے پہننا مسنون ہے۔ اور قمیص پہنے اور پگڑی کے ساتھ سر کو ڈھانپنے اور مشاح کی طرح سبز چادر یا دوسری چادر اوڑھنے اور تہبند باندھنے یا شلوار پہنے“

⑥ قَوْلُهُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَأَنْ يَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمُ وَيَتَوَكَّلِسَ وَيَتَوَدِّي وَيَتَزَوَّجَ وَيَتَسَرَّوَلْ كُلُّ وَاحِدَةٍ سُنَّةٌ مُسْتَقِلَّةٌ

(حاشیہ البحر می علی الخطیب: ج ۳ ص ۸۷)

”نماز میں اچھے کپڑے پہننا، قمیص پہننا، پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنا، سبز چادر اوڑھنا یا سادہ چادر اوڑھنا، تہبند باندھنا یا شلوار پہننا ان میں سے ہر ایک مستقل سنت ہے“

⑦ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ فِي أَحْسَنِ مَا يَجِدُهُ مِنْ ثِيَابِهِ يَتَقَمَّصُ وَيَتَعَمَّمُ وَيَتَوَكَّلِسُ وَيَتَوَدِّي (الشرح الكبير للرافعي: ج ۳ ص ۱۰۴)

”آدی کو جو کپڑے میسر ہوں ان میں سے خوبصورت ترین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ پگڑی باندھنے، قمیص پہنے اور چادر اوڑھنے“

① الَّذِي صَرَخَ بِهِ الْأَصْحَابُ أَنَّهُ يُسَنُّ لِلْمُصَلِّي أَنْ يُصَلِّيَ فِي قُوتَيْنِ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ قُوتَيْنِ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ يُعْزَمَ لَهُ قِيَانُ لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوتَانِ فَلْيُعْزِرْ إِذَا صَلَّي وَلَا يَشْغَلْ إِشْغَالَ السَّمَاءِ وَأَنْ يَتَقَمَّصَ وَيَتَعَمَّمَ
(التاوی القصریہ الکبری: ج ۱ ص ۱۷۰)

”وہ چیز جس کی ہمارے شافعی علماء نے صراحت کی ہے یہ کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا مسنون ہے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہنے کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے ریت اختیار کی جائے۔ پس اگر دو کپڑے نہ ہوں تو نماز کے وقت جب بندہ لے لے اور چادر اس طرح نہ لپیٹے کہ جسم بندھا ہوا لگے اور یہ کہ قیاس پہنے اور پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپے“

② وَالسُّنَّةُ فِي حَقِّ الرَّجُلِ أَنْ يُسْتَعْرَ جَمِيعَ بَدَنِهِ عَلَى الْوُجُوهِ الْمَشْرُوعِ فِيهِ فَهُوَ مَطْلُوبٌ بِذَلِكَ لِاجْتِبَاءِ الْإِمْتَطَالِ ثُمَّ الْإِعْمَامَةُ عَلَى صِلَتِهَا فِي السُّنَّةِ وَالرِّدَاءُ فِي الصَّلَاةِ مَطْلُوبٌ حَرَجًا وَهُوَ أَنْ يُجْعَلَ عَلَى كِفْفَتِهِ ذُوْنٌ أَنْ يُعْطَى بِهِ رَأْسُهُ (التاوی القصریہ الکبری: ج ۱ ص ۲۶۹)

”اور مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ اپنے سارے بدن کو شرعی طریقہ کے مطابق ڈھانپے، آدمی سے یہی چیز مطلوب ہے۔ جذبہ طاعت کا تقاضہ یہی ہے۔ پھر جیسا کہ سنت طریقہ ہے اس کے مطابق سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپے اور شریعت میں یہ چیز بھی مطلوب ہے کہ وہ کندھوں تک چادر اوڑھے لیکن اس چادر کے ساتھ سر نہ ڈھانپے (بلکہ سر کو پگڑی کے ساتھ ڈھانپے)

(حاشیہ الجمل: ج ۳ ص ۵، حاشی الشروانی: ج ۲ ص ۱۱۷، روح الطالین: ج ۱ ص ۲۸۸، شرح الوجیز: ج ۳ ص ۱۰۴، فتح المبین: ج ۱ ص ۱۱۴، مفتی الحق: ج ۲ ص ۳۶۴، خلیۃ الحق: ج ۳ ص ۳۴۹)

۸ لَا تَكُلْ فِي سُوقٍ لِّغَيْرِ سُوقِي وَلِغَيْرِ مَنْ لَمْ يَغْلِبْهُ جُوعٌ وَالْمَشْيُ فِي السُّوقِ مَكْشُوفُ الرَّأْسِ أَوْ الْبَدَنِ مِمَّنْ لَا يُلْقِي بِهِ..... يُسْقِطُهَا أَيُّ الْمَرْوَةِ (السراج الوهاج: ج ۱ ص ۶۰۴)

”غیر بازاری کا بازار میں کھانا، نیز جس پر بھوک کا غلبہ نہ ہو اس کا بازار میں کھانا، اور بازار میں ایسے آدمی کا برہنہ یا برہنہ بدن چلنا جس کے یہ لائق نہیں مردہ کو ساقط کر دیتا ہے۔

۹ لَا تَقْبَلُ هَهَاهُكَ مَنْ لَا مَرْوَةَ لَهُ كَالْقَوَالِ وَالرُّقَاصِ وَمَنْ يَأْكُلُ فِي الْأَسْوَاقِ وَيَمْشِي مَكْشُوفَ الرَّأْسِ فِي مَوْضِعٍ لَا عَاكِفَ لَهُ فِي كَشْفِ الرَّأْسِ فَيُؤَلِّقُ الْمَرْوَةَ هِيَ الْإِنْسَانِيَّةُ وَهِيَ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الْمَرْأَةِ وَمَنْ تَرَكَ الْإِنْسَانِيَّةَ لَمْ يُمْرَنْ أَنْ يَشْهَدَ بِالزُّورِ وَلَا أَنْ مَنْ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ النَّاسِ فِي تَرْكِ الْمَرْوَةِ لَمْ يَمَالِ بِمَا يَصْنَعُ (المجموع شرح المصاب: ج ۲ ص ۲۲۷)

”جس میں مردت اور انسانیت نہ ہو اس کی شہادت مقبول نہیں جیسے قوال، رقاص، بازار میں کھانے پینے کے عادی لوگ اور ایسی جگہ برہنہ سر بھرنے والے لوگ جس جگہ برہنہ سر بھرنے کی عادت نہ ہو کیونکہ مردہ انسانیت کو کہتے ہیں کہ مردہ عمارت سے مشتق ہے جس کا معنی انسان ہے۔ پس مردہ کا معنی انسانیت ہے اور جو آدمی انسانیت کو چھوڑ دے وہ جموٹی گواہی دینے سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور اس لئے بھی جو مردہ کے چھوڑنے میں لوگوں سے حیا نہیں کرتا اس کو کوئی پرواہ نہیں وہ ہر کام کر سکتا ہے“

۱۰ الْمَرْوَةُ تَعْلَقُ بِخَلْقِ آفَالِهِ فِي زَمَانِهِ وَمَكَانِهِ لَا تَكُلْ فِي سُوقٍ وَالْمَشْيُ مَكْشُوفَ الرَّأْسِ (المصباح للودی: ج ۱ ص ۴۹۷)

”مردہ کا معنی ہے ہر زمانہ اور ہر جگہ کے اعتبار سے جو اعلیٰ صفات ہیں ان کے ساتھ متصف ہونا۔ پس بازار میں کھانا اور برہنہ سر چلنا مردہ کو ساقط کر دیتا ہے“

(ف) پس نماز میں ایسے خنسیں کام سے جو مردہ و انسانیت کے خلاف ہے اس سے بچنا چاہئے۔

① الْفَرْطُ الْخَاصِصُ الْمُرْوَةُ وَهِيَ تَوَلَّى الْأَذْنَابِ فَتَرُكُهَا يُسْقِطُ
الْفَهَادَةَ يَفْعَلُ الْمَشْيُ فِي السُّوْقِ مَكْشُوفَ الرَّأْسِ وَالْيَدَيْنِ أَوْ أَحَدِهِمَا وَلَوْ مَعَ
مَنْعِ الْعَوْرَةِ مَعْنً لَا يَكْفِي بِهِ (اسی المطالب شرح روض الطالب: ج ۲ ص ۲۲۹،
الاقارع فی حل الفاظ ابی الشجاع: ج ۲ ص ۲۸۱، الاقارع للشر بنی: ج ۲ ص ۶۳۴،
تحفۃ المحتاج فی شرح المنهاج: ج ۳ ص ۱۱، حاشیہ البحر علی الخطیب: ج ۱ ص ۱۳
۷۶، حاشیہ قلیوبی و عمیرہ: ج ۱ ص ۶۷، تحفۃ المحیب: ج ۵ ص ۲۸۳، روضۃ
الطالبین: ج ۱ ص ۲۲۲، حاشیہ المحتاج: ج ۲ ص ۲۸۰)

”پانچویں شرط مردہ ہے اور مردہ سے مراد ہے گھٹیا اور خنسیں کاموں سے بچنا۔
پس مردہ کے ترک سے شہادۃ ساقط ہو جاتی ہے۔ جیسے ایسے آدمی کا ستر ڈھانپ کر
بازار میں برہنہ سر اور برہنہ بدن پھرنا یا صرف برہنہ سر یا صرف برہنہ بدن پھرنا۔ جس
کے لیے یہ لائق نہیں۔

② امام غزالی شافعی لکھتے ہیں۔

وَكَانَ يَلْبَسُ الْقَلْبَاسَ تَحْتَ الْعِمَامَةِ وَيَغْيِرُ عِمَامَةً وَزُبَّامًا تَكُنُ
الْعِمَامَةُ فَيُخْدُّ الْعَصَابَةَ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَكَانَتْ لَهُ عِمَامَةٌ
تُسَمَّى السَّحَابُ قَوْهَبَهَا مِنْ عِلْيَ قَوْهَبًا طَلَعَ عَلَيْهَا فَيَقُولُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ عِلْيَ فَيُؤْتِي السَّحَابَ (احیاء علوم
الدین: ج ۲ ص ۳۷۵، بیان اخلاق و آدابہ فی اللباس، زاد المعاد لابن قیم
: ج ۱ ص ۱۳۵، فصل فی ملابہ صلی اللہ علیہ وسلم)

”رسول اللہ ﷺ (کبھی) ٹوپیاں پہنتے ٹکڑیوں کے نیچے اور کبھی بغیر ٹکڑی کے صرف

ٹوپی پہننے۔ اور اگر کسی پگڑی نہ ہوتی تو پگڑی نما کپڑا لٹکرا اپنے سر اور پیشانی پر لپیٹ لیتے۔ آپ ﷺ کی ایک پگڑی کا نام تھا السحاب (بادل) وہ پگڑی آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ہیرہ کر دی۔ پھر حضرت علیؓ جب کبھی وہ پگڑی باندھ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے تو ازراہ حراح فرماتے اَتَاكُمْ عَلِيٌّ فِي السَّحَابِ علیؓ بادل میں تمہارے پاس آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سر ڈھانچنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ پگڑی نہ ہونے کی صورت میں پگڑی نما لٹکا کپڑا اپنے سر اور پیشانی پر لپیٹ لیتے اور بارگاہ وایزدی میں تو اور بھی زیادہ سر ڈھانچنے کا اہتمام فرماتے ہوئے۔

﴿نماز میں سر ڈھانچنا فقہ حنبلی کی روشنی میں﴾

① صالح بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا کی ایک ٹوپی تھی جسے انہوں نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا، اس (ٹوپی) میں روئی تھی۔ جب آپ رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اسے پہن لیتے تھے (مناقب احمد: ص ۲۸۷، سندہ صحیح بحوالہ رسالہ الحدیث: ج ۳ ص ۱۷۷ شمارہ نمبر ۷)

② وَيُسْقَحِبُ لَهُ اَيْضًا تَغْصِيْمُ الرَّاسِ بِالْعِمَامَةِ وَتَحْوِيْلًا لِّلرَّاسِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيُ كَذَلِكَ وَهُوَ مِنْ تَمَامِ الزَّيْتَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَحَقُّ مَنْ تُزَيَّنُ لَهُ فَتُرْوَى عَنْ رُكَّانَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قُرْئِي مَا يَبْتَنَّا وَبَيْنَ الْمُشْرِكَينَ الْعَمَامِيْمُ عَلَى الْقَلْبَانِ وَرَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَرِيبٌ وَلَيْسَ اسْنَادُهُ بِالْعَامِّ وَعَنِ ابْنِ الْمَلِيْحِ قَالَتْ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَمُوا تَزْدَادُوا حِلْمًا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَهُوَ مُرْسَلٌ وَالْاَسْبَحَابُ كَذَلِكَ فِي حَقِّ الْاِمَامِ اَوْ كَذَلِكَ نَصٌّ عَلَيْهِ لَآئِنْ صَلَوَةُ الْمَامُوْرِيْنَ مُرْتَبِطَةٌ بِصَلُوْتِهِمْ وَهُوَ اَحَدُ الْمُصَلِّيْنَ وَتَقْبَلُ مِنْهُمْ وَهُمْ

يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَيَقْتُلُونَ بِهِ وَلِهَذَا كَانَ إِسْحَابُ الْقَوْمِ فِي
الْجَمَاعَاتِ الْعَامَّةِ مَقْلُ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ وَنَحْوِ ذَلِكَ أَوْ كَذَلِكَ

(شرح العمدة لابن تیمیہ: ج ۱ ص ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵)

”نماز میں پکڑی وغیرہ کے ساتھ سر کو ڈھانپنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔ اور نماز میں سر کو ڈھانپنا بھی زینت میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے۔ اور حضرت رکانہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہم پکڑیاں ٹویچوں پر باندھتے ہیں اور ابوالاس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پکڑی باندھو علم زیادہ ہوگا..... اور مستحب چیز پر عمل کرنا امام کیلئے زیادہ اہم ہے کیونکہ ① مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے ساتھ مربوط ہے ② اور امام خود بھی نمازیوں میں سے ایک ہے ③ نیز امام ان کے آگے ہوتا ہے اور وہ اس کی اقتداء کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ اور عیدین کے عام اجتماعات میں سر ڈھانپنا اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے“

﴿وَمَنْ لَوْ جَلِيَ وَالْإِمَامُ أَتْلَعُ أَنْ يُصَلِّيَ فِي قَوْمَيْنِ مَعَ سَعْرِ رَأْسِهِ

وَلَا يَكْفُرُهُ فِي قَوْمٍ وَاحِدٍ يَسْعُرُ مَا يَجِبُ سَعْرُهُ﴾ (الانصاف: ج ۱ ص ۸۸)

”آدمی کیلئے سنت یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور سر بھی ڈھانپے اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے۔ البتہ ایک بڑے کپڑے میں نماز مکروہ نہیں بشرطیکہ جس حصہ کو چھپانا فرض ہے اس کو چھپائے“

﴿قَوْلُهُ وَيَسْتَعِظُ لِلرُّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي قَوْمَيْنِ بِلَا زِجَاجَ بَلْ ذِكْرُهُ

بَعْضُهُمْ إِيَّاهُمْ لَكِنْ لَمَّا لَمْ يَجْمَعْ قَيْنَ الْأَصْحَابِ مَعَ سَعْرِ رَأْسِهِ

وَالْإِمَامُ أَتْلَعُ﴾ (الانصاف: ج ۱ ص ۳۲۰)

”آدمی کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔ اس میں کسی کا

اختلاف نہیں بلکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس کے مستحب ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ستر اس کے علاوہ دو کپڑے مستحب ہیں اور امام کیلئے یہ حکم زیادہ تاکید ہے۔“

﴿قوله وَتُسَعَّبُ صَلَاتُهُ فِي ثَوْبَيْنِ أَيْ يُصَلِّي لِإِلَّا نَسَانِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ لِأَنَّهُمَا اسْتُرَا وَمِنَ الثَّوْبَيْنِ الْإِذَارُ وَالرِّدَاءُ وَالْقُبُ الْوَاحِدُ مُجْزِءٌ مِثْلُ سَوَاءٍ كَانَ سَابِقًا يُلْقِيهِ بِهٖ جَمِيعٌ بَدَنِهِ أَمْ كَانَ إِذَارًا لِّكُنَّ الْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ لِأَنَّهُ أَتْلَعُ فِي السَّعْرِ وَأَخَوَطُ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْمُؤَلِّفِ أَنَّ سَعْرَ الرَّأْسِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ وَلَكِنْ إِذَا طَلَعْنَا هَلِذِهِ الْمَسْأَلَةَ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تَبِينَ لَنَا أَنَّ سَعْرَ الرَّأْسِ الْأَفْضَلُ فِي قَوْمٍ يُعْتَبَرُ سَعْرُ الرَّأْسِ عِنْدَهُمْ مِنْ أَخِيذِ الزَّيْنَةِ أَمَّا إِذَا كُنَّا فِي قَوْمٍ لَا يُعْتَبَرُ ذَلِكَ مِنْ أَخِيذِ الزَّيْنَةِ فَإِنَّا لَا نَقُولُ أَنَّ سَعْرَهُ الْأَفْضَلُ وَلَا أَنَّ كَشْفَهُ الْأَفْضَلُ وَلَقَدْ بَيَّنَّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِمَامَةِ وَالْعِمَامَةُ سَابِقَةٌ لِلرَّأْسِ

(المحمدية للفتح في اختصار الشرح المصحح: ج ۱ ص ۱۷۴)

”انسان کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز پڑھے کیونکہ دو کپڑے بدن کو زیادہ چھپانے والے ہیں اور تہبند اور اوڑھنے کی چادر یہ بھی دو کپڑے ہیں۔ اور ایک کپڑا ہو تو وہ بھی کفایت کرتا ہے خواہ وہ کپڑا اتنا بڑا ہو جو پورے بدن کو ڈھانپ لے اور خواہ وہ تہبند ہو۔ لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھی جائے کیونکہ اس میں زیادہ ستر پوشی ہے اور اس میں زیادہ احتیاط ہے۔ ماتن کے کلام سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک سر کو ڈھانپنا سنت نہیں لیکن جب ہم اس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اے اولاد

آدم اپنا خوبصورت لباس پہن ہر نماز کے وقت کی روشنی میں لیتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس قوم میں سر کا ڈھانچا زینت شمار کیا جاتا ہو اُس میں سر ڈھانچا افضل ہے اور جو قوم سر ڈھانچے کو زینت میں شامل نہیں کرتی تو وہاں ہم نہ یہ کہتے ہیں کہ سر ڈھانچا افضل ہے اور نہ ہی یہ کہتے ہیں کہ سر کھلا رکھنا افضل ہے۔ ہاں آپ لوگوں کو نبی پاک ﷺ کا اسوہ بتا دیتے ہیں۔

اسوہ رسول ﷺ یہ ہے کہ آپ ﷺ کپڑی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور کپڑی سر کو ڈھانچے کیلئے ہے (اس لئے اجماع رسول کا تقاضا ہے سر ڈھانچ کر نماز پڑھنا)۔

﴿قوله وَتُسَعَّبُ صَلَاتُهُ فِي تَوْبَتَيْنِ طَاهِرُ كَلَامِ الْمُؤَلِّفِ أَنَّ سَعْرَ الرَّأْسِ لَمْ يَسْتَوْفَ لِأَنَّهُ قَالَ صَلَاتُهُ فِي تَوْبَتَيْنِ إِذَا رَأَى وَرِدَاؤَهُ فَيَمْنَعُ وَرِدَاؤَهُ وَمَا أَهْبَهُ ذَلِكَ فَطَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُسْعَرُ سَعْرَ الرَّأْسِ وَقَدْ سَقَى فِي التَّرَاثُومِ عُمَرُ أَنَّهُ قَالَ لِمَوْلَاهُ نَالِمٍ أَتَخْرُجُ إِلَى النَّاسِ حَاسِرَ الرَّأْسِ قَالَ لَا قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَعْبَى مِنْهُ وَهُوَ يُدَلُّ عَلَى أَنَّ الْأَفْضَلَ سَعْرَ الرَّأْسِ وَلَكِنْ إِذَا حَكَمْنَا هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا آدَمُ خُلِدُوا زَيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ تَبَيَّنَ لَنَا أَنَّ سَعْرَ الرَّأْسِ الْأَفْضَلُ فِي قَوْمٍ يُعْتَبَرُ سَعْرَ الرَّأْسِ عِنْدَهُمْ مِنْ أَخِيذِ الزَّيْنَةِ أَمَّا إِذَا كُنَّا فِي قَوْمٍ لَا يُعْتَبَرُ ذَلِكَ مِنْ أَخِيذِ الزَّيْنَةِ فَإِنَّا لَا نَقُولُ إِنَّ سَعْرَهُ الْأَفْضَلُ وَلَا أَنَّ كَشْفَهُ الْأَفْضَلُ وَقَدْ كَمَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِمَامَةِ وَالْعِمَامَةُ مَذْبُوحَةٌ لِلرَّأْسِ (الشرح الممتع على زاد المستقنع: ج ۲ ص ۱۶۶)

”ما تین کا قول کہ دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے مؤلف کے اس کلام کے ظاہر سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ نماز میں سر کو ڈھانچا مؤلف کے نزدیک سنت نہیں کیونکہ اُس نے کہا کہ دو کپڑوں میں نماز یہ ہے کہ تہبند اور اوڑھنے کی چادر ہو یا قمیص اور اوڑھنے کی چادر ہو یا اسی

طرح کے دو کپڑے ہوں۔ اس سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سر ڈھانپنا مسنون نہیں حالانکہ یہ اثر گذر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام نافع کو کہا کیا تو بدھ سر لوگوں کی طرف لکے گا؟ اُس نے کہا نہیں! حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اللہ عزوجل زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے حیا کیا جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں سر ڈھانپنا افضل ہے اور ہم جب اس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان **يَا بَنِي آدَمُ خُذُوا زِينَتَكُمْ** جِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ کی روشنی میں غور کرتے ہیں تو مسئلہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے عرف میں سر ڈھانپنا زینت شمار ہوتا ہے وہاں سر ڈھانپنا افضل ہے اور جس قوم میں سر ڈھانپنا زینت میں داخل نہیں تو وہاں ہم سترِ راس یا کشفِ راس میں سے کسی کو افضل نہیں بتاتے۔ البتہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے اور پگڑی ہے ہی سر ڈھانپنے کیلئے“

﴿ وَكُنْزُ صَلَوتِهِ فِي ثَوْبَيْنِ وَذِكْرُهُ بَعْضُهُمْ قَالَ جَمَاعَةٌ مَعَ سِتْرِ رَأْسِهِ وَالْإِمَامُ أَتْلَعُ (الفروع: ج ۱ ص ۳۸۲) ﴾

”کم از کم (کم از کم) دو کپڑوں میں نماز مسنون ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سر ڈھانپنے کے علاوہ دو کپڑے سنت ہیں اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے“

﴿ وَيُسْتَعْتَبُ لِلرَّجُلِ حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ ذِكْرُهُ بَعْضُهُمْ أَجْمَاعًا قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةٍ وَغَيْرُهُ مَعَ سِتْرِ رَأْسِهِ بِعَمَامَةٍ لِمَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ أَوْلَيْكُمْ ثَوْبَانِ مَعَ مَعْقٍ عَلَيْهِ زَادَ الْبُخَارِيُّ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ إِذَا وَشَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوا (المبدع شرح المفتح: ج ۱ ص ۳۱۲) ﴾

”آدمی خواہ آزاد ہو یا غلام اُس کیلئے دو کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔ بعض علماء نے اس پر اجماع کا قول نقل کیا ہے۔ ابن تیمیہ وغیرہ نے کہا ہے پگڑی کے ساتھ سر کو چھپانے کے

علاوہ دو کپڑے ہوں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ پھر ایک آدمی نے حضرت عمرؓ سے یہی مسئلہ پوچھا تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا جب اللہ تعالیٰ تم پر وسعت کر دے تو تم بھی نماز کے کپڑے میں وسعت کرو، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کپڑوں میں وسعت ہو تو سر بھی ڈھانپا جائے۔

﴿الْفَصْلُ الثَّانِي فِي الْقِيَمَةِ وَهُوَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَإِنَّهُ إِذَا أَتَمَّ فِي الثَّوْبَيْنِ لِمَا رَوَى عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ قَلْبًا وَسِعُوا..... رَوَى أَبُو دَاوُدَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَانَ قَالَ عُمَرُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيُغْزِرْ بِهِ قَالَ الْعُمَيْمِيُّ الْقَوْبُ الْوَاحِدُ يُجْزِي وَالْقَوْبَانِ أَحْسَنُ وَالْأَرْبَعُ أَكْمَلُ لِيَمْنَحَ وَسْرًا وَيُحْمَمَةً وَرَأً (المعنى: ج ۳ ص ۱۸)

”یہ فصل فضیلت کے بیان میں ہے۔ فضیلت یہ ہے کہ نماز دو یا دو سے زائد کپڑوں میں پڑھی جائے، اس میں ستر بدن زیادہ ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم پر وسعت کرے تو تم بھی نماز کے کپڑوں میں وسعت کرو..... ابو داؤد میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو وہ ان دو کپڑوں میں نماز پڑھے اور اگر ایک کپڑا ہو تو اس کو تہبند بنا کر نماز پڑھے۔ تمہی نے کہا ہے ایک کپڑا کفایت کر جاتا ہے لیکن دو کپڑے افضل ہیں اور چار کپڑے ہوں تو نماز زیادہ کامل ہوگی یعنی قمیص، شلوار، پگڑی اور چادر“

﴿كَانَ ابْنُ عَقِيلٍ فِي الثَّوْبَيْنِ مَقْلُ الْأَكْبَلِ عَلَى الطَّرِيقِ وَمَدَّ الثَّوْبَيْنِ بَيْنَ الْجُلَسَاءِ وَكَشَفَ الرَّأْسَ بَيْنَ الْعَمَلَا (حاشیہ المحرر فی الفقہ: ج ۲ ص ۲۶۸)

”جن گھٹیا حرکات کی وجہ سے مردت اور انسانیت ساقط ہو جاتی ہے، ابن عقیل نے الفنون میں اسکی مثال میں یہ امور ذکر کئے ہیں۔ راستہ میں کھانا، مجلس میں پاؤں دراز کرنا اور اشراف لوگوں کے درمیان برہندہ سر ہونا“

① كَشَفُ الرَّأْسِ مَبَاحٌ لِّكُنْ اِتِّبَانَهُ عَلَى غَيْرِ الْوُجْهِ الْمَعْرُوفِ
مُسْقِطٌ لِلْمَرْوَةِ وَمَوْجِبٌ لِرَدِّ حَقَائِدِ الْإِنْسَانِ
(شرح زاد المستقنع للفتاویٰ: ص ۱۷۲ ص ۳۹۲)

”سر کھلا کر ناجائز ہے لیکن عرف والے طریقہ سے ہٹ کر سر کو برہندہ کرنے سے مردت ساقط ہو جاتی ہے اور پیر و شہادت کا موجب ہے“

② إِنَّ الْمُحَاطَّةَ عَلَى تَغْطِیَةِ الرَّأْسِ بِالصُّورَةِ الْمُبَایِنَةِ لِقُبَعَاتٍ مَنْ
خَالَفَهُمْ مِنَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى وَمَنْ سَارَ عَلَى قَدَرِهِمْ لَعَنَهُ مِنْ تَعْظِيمِ
الشَّعَائِرِ الدِّیْنِیِّ الْمُمَیِّزِ لِلْمُسْلِمِ عَلَى غَيْرِهِ وَ هُوَ مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ
قَالَ تَعَالَى وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ
(فتاویٰ الشیخ محمد علی فرکوس حنبلی: ج ۱ ص ۱۶۳)

”سر ڈھانپنے پر پہنچلی اختیار کرنا اور ایسی صورت کے ساتھ جو مسلمانوں کے مخالفین یعنی یہود و نصاریٰ اور جو ان کی روش پر چلنے والے ہیں اُن کی ٹوپوں سے جدا ہو تو ایسی پہنچلی کو شعائر دین کی تعظیم شمار کیا جاتا ہے اور شعائر دین کی تعظیم ہی مسلم کو غیر مسلم سے جدا کرتی ہے۔ اور یہی تعظیم قلوب کا تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلیل ہے تقویٰ قلوب پر“

﴿نماز میں سر ڈھانپنا فقہ مالکی کی روشنی میں﴾

① وَالسُّنَّةُ فِي حَقِّ الرَّجُلِ أَنْ يَسْعَرَ بِجَمِيعِ جَسَدِهِ عَلَى الْوُجْهِ

الْمَشْرُوعُ فِيهِ مَطْلُوبٌ بِمِلْكٍ لَا جِلَّ لِامْتِنَانٍ ثُمَّ الْعِمَامَةُ عَلَى صِفَتِهَا
فِي السَّنَةِ كَمَا تَقْلَمُ ذِكْرُهُ وَالزَّكَاةُ فِي الصَّلَاةِ مَطْلُوبٌ حَرَعًا وَكَذَلِكَ
هُوَ مَطْلُوبٌ فِي الشَّرْعِ بِالْمَعْرُوجِ إِلَى الْجَمْعِ وَالْإِعْتِدَادِ بِغِيَابِ خَيْرِ
يَتَابِ مَهْنَتِهِ قَائِمِينَ الْمُبَاحُ الْمُطْلَقُ وَهَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ كُلُّهُ مَطْلُوبٌ فِي
الشَّرْعِ الشَّرِيفِ (المدخل: ج ۱ ص ۱۳۲، فصل في اللباس)

”اور مرد کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ شرعی طریقہ کے مطابق (یعنی جس میں فضول
خرچی نہ ہو، نمائش نہ ہو، محورتوں اور دین دشمن لوگوں کا شعار نہ ہو اور ستر بدن کے مقصد کو
پورا کرے) اپنے پورے جسم کو ڈھانپے۔ احکام الہی کی طاعت کی خاطر اس آدمی سے
ستر بدن میں شرعی طریقہ ہی مطلوب ہے۔ پھر پگڑی کی سنت میں بیان کردہ طریقہ کے
مطابق باندھ کر سر ڈھانپا جائے، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ اور نماز میں چادر اوڑھنا یہ
بھی شرعاً مطلوب ہے۔ اسی طرح شریعت میں آدمی سے یہ چیز بھی مطلوب ہے کہ جمعہ
اور عیدوں کی طرف ایسے کپڑوں کے ساتھ نکلے جو کام کاج والے کپڑوں کے علاوہ
ہوں۔ کہاں یہ شرعی طریقہ اور کہاں آزادانہ لباس! یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے شریعت شریف
میں سب کچھ مطلوب ہے“

⑤ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لَجُمُعَةٍ
يَسْوِي ثَوْبَيْنِ مَهْنَتِهِ..... فِي هَذَا الْحَدِيثِ النَّذْبُ لِكُلِّ مَنْ وَجَدَ سَعَةً
أَنْ يَتَّخِذَ الْغِيَابَ الْحَسَنَ لِلْإِعْتِدَادِ وَالْجُمُعَاتِ وَيَتَجَمَّلُ بِهَا وَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْعَلُ ذَلِكَ وَيَعْتَمِدُ وَيَتَكَيَّبُ وَيَلْبَسُ
أَحْسَنَ مَا يَجِدُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ وَلِئِنْ الْأَمْرَ الْحَسَنَةَ

(الاستاذ کار: ج ۲ ص ۲۸)

”یحییٰ بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی پر کچھ بھی اس بات میں حرج نہیں کہ وہ جمعہ کیلئے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے بنا لے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صاحب استطاعت کیلئے جمعہ وعید کیلئے خوبصورت کپڑے بنانا اور ان خوبصورت کپڑوں کے ساتھ حرمین ہونا مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی ایسا کرتے تھے آپ ﷺ پگڑی باندھتے، خوشبو لگاتے اور جمعہ وعید میں جو خوبصورت ترین کپڑا میسر ہوتا وہ پہنتے۔ پس اس میں ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے“

⑤ قَالَ صَاحِبُ الْجَلَابِ الْأَنْعِيَارُ لَمَنْ صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ أَنْ يَلْبَسَ اكْمَلَ الْبِئَاسِ وَالْإِمَامُ أَوْلَى بِذَلِكَ وَيُوقِدِي وَلَا يُغْرَى مِنْكِتِيهِ وَلَا يَأْمَسَ بِالْمِنْزَرِ وَالْعِمَامَةِ وَيُكْرَهُ السَّرْوَالُ وَالْعِمَامَةُ لَئِنْ كَانَ عَلَيْهِ سَيْفٌ أَوْ قَوْسٌ جَعَلَ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الْبِئَاسِ وَالْأَصْلُ فِي ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى خَلَعُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَالْعَبْدُ يَتَاجَى رَبَّهُ لِيُسْتَعْتَبَ أَنْ يَنْجَمَلَ لَهُ وَلَمَّا كَانَ الْإِمَامُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَفْضَلُ الْقَوْمِ دِينًا فَتَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَفْضَلَهُمْ زِينًا (الذخيرة: ج ۲ ص ۱۱۳)

”صاحب الجلاب نے کہا ہے کہ نماز باجماعت پڑھنے والے آدمی کیلئے پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ کامل ترین لباس پہنے چادر اوڑھ لے اور کندھوں کو کھلا نہ رکھے اور (بوقت مجبوری) تہبند اور پگڑی پر اکتفاء کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن شلوار اور پگڑی پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر اس نے تلوار یا کمان اپنے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے تو اس کو کپڑے کے نیچے کرے۔ اس میں اصل بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہن لو اور چونکہ بندہ نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے تو اس کے لئے حرمین ہونا مستحب ہے۔ اور جب امام قوم سے دین کے اعتبار سے افضل ہوتا ہے تو مناسب

یہ ہے کہ وضع قطع اور لباس میں بھی افضل ہو“

⑤ وَيُنَبِّهِي أَنْ تَجْعَلَ بِأَحْسَنِ الْقِيَابِ فِي الصَّلَاةِ وَتُسْتَعَبُّ
لِلْإِمَامِ أَكْمَلُ ذَلِكَ وَالْفَضْلُ وَأَحْسَنُ زِينَةً كَالسَّرْدَاءِ
وَهَبْهُمُ (الکافی: ج ۱ ص ۲۳۹، مواہب الجلیل: ج ۲ ص ۱۹۱)

”اور مناسب یہ ہے کہ نماز میں خوبصورت ترین کپڑوں کے ساتھ حریں ہو اور امام کیلئے مستحب
ہے کہ اس جمال و زینت اختیار کرنے میں اکمل، افضل اور احسن ہو جیسے چادر وغیرہ اوڑھنا“

﴿نماز میں سر ڈھانپنا علماء عرب کے فتاویٰ کی روشنی میں﴾

① وَالَّذِي أَرَاهُ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ أَنَّ الصَّلَاةَ حَامِسَ الرَّأْسِ
مَكْرُوهَةٌ وَذَلِكَ أَنَّهُ مِنَ الْمُسْلِمِ بِهِ إِسْتِعْجَابٌ دُعُولِ الْمُسْلِمِ فِي
الصَّلَاةِ فِي أَكْمَلِ هَيْئَةٍ إِسْلَامِيَّةٍ لِلتَّحْدِيثِ الْمُتَقَلِّمِ فِي الْكِتَابِ (ج
ص ۱۲۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَإِنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ يَتَزَيَّنَ لَهُ) وَلَيْسَ مِنَ الْهَيْئَةِ
الْحَسَنَةِ فِي عُرْفِ السَّلَفِ إِعْيَادُ حُسْرِ الرَّأْسِ وَالسَّيْرِ كَذَلِكَ فِي
الطُّرُقَاتِ وَاللُّغُولِ كَذَلِكَ فِي أَمَاكِنِ الْعِبَادَاتِ بَلْ هَذِهِ عَادَةٌ أَجَنِبِيَّةٌ
تَسْرَبَتْ إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الْبِلَادِ الْإِسْلَامِيَّةِ حِينَ مَا دَخَلَهَا الْكُفَّارُ وَجَلَّوْا
إِلَيْهَا عَادَ إِلَيْهِمُ الْقَائِلَةُ فَقَالَتْ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِيهَا قَا ضَاعُوا بِهَا وَبَا
مَقَالِهَا مِنَ الْعُقَالِيدِ فَخَصَّصَتْهُمْ الْإِسْلَامِيَّةُ لِهَذَا الْعُرْفِ الطَّارِئِ لَا
يُصْلَحُ أَنْ يَكُونَ مَسَوِّهَا لِمُعَالَفَةِ الْعُرْفِ الْإِسْلَامِيِّ السَّابِقِ وَلَا
إِتِّعَادِهِ حُجَّةً لِحُجُورِ الدُّعُولِ فِي الصَّلَاةِ حَامِسَ الرَّأْسِ... الخ

(تمام المرید فی التحقیق علی فقہ السیوطی لابانی: ج ۱ ص ۱۶۴، ۱۶۵)

شیخ ناصر البانی لکھتے ہیں ”اس مسئلہ میں میری تحقیق یہ ہے کہ برہنہ سر نماز مکروہ ہے
کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ مسلمان کیلئے کامل ترین حیثیت اسلامیت کے ساتھ نماز میں داخل ہونا

مستحب ہے۔ اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو کتاب میں (ج ۱ ص ۱۲۸) پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے گذر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے (سلف کے عرف میں نکھے سردالی عادت کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح راستوں میں نکھے سر چلنے اور عبادت گاہوں میں نکھے سر داخل ہونے کو بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یہ باہر سے بناوٹی مروت کے پردہ میں درآمد شدہ ایک عادتِ لاجحیہ ہے جو اُس وقت اسلامی ملکوں میں گھس آئی جس وقت کفارِ ان ملکوں میں داخل ہو گئے اور اپنی بری عادت کو وہاں رواج دیا اور مسلمانوں نے بھی ان بری عادات میں اُن کی تقلید کی۔ نتیجہ یہ کہ مسلمانوں نے کفار کی بری عادات میں اُن کی تقلید کرنے کی وجہ سے اپنا اسلامی تشخص ضائع کر دیا۔ پس یہ باہر سے آکر مسلط ہونے والا عرف، سابقہ اسلامی عرف کی مخالفت کیلئے وجہ جواز نہیں بن سکتا اور نہ ہی کافروں سے اس درآمد شدہ عرف کو نکھے سر نماز کے جواز کی دلیل بنایا جاسکتا ہے“

⑤ مَجْزُورٌ لِّلْمَصَلِيِّ اَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ مَكْشُوفُ الرَّأْسِ وَلَكِنْ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ مِنْ تَجَمُّلِ الْهَيْئَةِ الْمُسْتَحَبَّةِ فِي الصَّلَاةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَسْتَغِيثُونَ مِنْكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ فَالْتَجَمُّعُ لِلصَّلَاةِ أَمْرٌ مَطْلُوبٌ وَهُوَ تَزَيُّنٌ بِالْقِيَابِ وَ أَكْلٌ حَقٌّ فِي ذَلِكَ هُوَ سَعَرُ الْعَوْرَةِ وَ هَذَا لَا يَنْدُ مِنْهُ وَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ كِبَانَةُ مُسْتَحَبَّةٌ وَمُكْمِلَةٌ لِلْهَيْئَةِ وَمِنْ ذَلِكَ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ (المنشی من فتاویٰ الفوزان: ج ۳ ص ۴۹)

”نمازی اگر برہنہ سر نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن نماز میں جو ہیئت مستحبہ ہے، سر ڈھانپنا اس ہیئت مستحبہ کو مزید خوبصورت بنادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی یہی ہے۔ اسے اولاً آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہنو۔ پس نماز کیلئے خوبصورتی امر مطلوب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ خوبصورت کپڑوں کے ساتھ حُرین ہونا اور اس کی کم از کم حد اپنے سر کو چھپانا اور یہ تو ضروری ہے اور جو اس پر زائد ہے وہ مستحب ہے اور اس ہیئت مستحبہ میں اس سے کمال پیدا ہوتا ہے اور سر کے ڈھانپنے سے بھی اس میں کمال پیدا ہوتا ہے“

⑤ الرَّأْسُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ وَلَا فِي الصَّلَاةِ وَلَا فِي غَيْرِهَا مَوَاقِفًا كَانُوا
بِالْيَمِينِ أَوْ غَيْرِ بِالْيَمِينِ لَكِنَّ مَعْرُوفًا لِمَا يَنْبَغِيهِ مِمَّا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ
وَلَا مُخَالَفَةً فِيهِ لِلشَّرْعِ يُعْتَبَرُ مِنْ بَابِ الزَّيْنَةِ لَيْسَتْ مَعْرُوفَةً فِي
الصَّلَاةِ عَمَلًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ
يَتَأَكَّدُ ذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ لِلْإِمَامِ

(فتاویٰ اسلامیہ شیخ ابن باز و الشیخ ابن عثیمین و الشیخ ابن جریر: ج ۱ ص ۶۱۵)

”بالغ اور نابالغ کیلئے نماز اور غیر نماز میں سرسٹر کا حصہ نہیں لیکن سرکڑھا پھنے کی عادت
سلف سے چلی آرہی ہے اور اس میں شریعت کی کوئی مخالفت بھی نہیں۔ اس لئے اس کو باب
زینت سے شمار کیا جاتا ہے۔ لہذا نماز میں سرکڑھا پھنا مستحسن و مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے: اے اولادِ آدم! اپنے لباس زینت کو اختیار کرو ہر نماز کے
وقت اور امام کیلئے یہ حکم اور بھی زیادہ مؤکد ہے“

⑥ نَعَمْ يَجُوزُ أَنْ يُصَلِّيَ مَكْشُوفَ الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ الْأَحْسَنَ أَنْ يُغَطِّيَهُ
لِأَنَّهُ اكْتَمَلَ فِيهِ الْمَرْوُوءَةُ (فتاویٰ الاسلام سوال و جواب باشراف الشیخ محمد
صالح المنجد۔ مفتی الشیخ عبداللہ بن حمید: ج ۱ ص ۶۳۵)

”جی ہاں بے ہند سر نماز ہو جاتی ہے لیکن سرکڑھا پھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے انسانیت
میں کمال آتا ہے“

⑦ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي إِسْتِحْبَابِ مَعْرِ الرَّأْسِ فِي
الصَّلَاةِ لِلرَّجُلِ بِعَمَامَةٍ وَمَا فِي مَعْنَاهَا لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ كَذَلِكَ يُصَلِّي (الموسمۃ القسمۃ الکویچیہ: ج ۲ ص ۵)
”اس میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ آدمی کیلئے نماز میں سرکڑھا پھنا مستحب

ہے۔ عام ہے کہ آدمی سر کو ڈھانپنے پکڑی کے ساتھ یا ایسے کپڑے کے ساتھ جو پکڑی کی طرح سر کو ڈھانپ لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔

⑤ لَوْ صَلَّى الْإِنْسَانُ مَكْشُوفَ الرَّأْسِ لَيَانَ صَلَاتُهُ صَحِيحَةً لِّكِنِ الْأَفْضَلُ أَنْ يُعْطِيَةً إِذَا كَانَ فِي النَّاسِ يُعْطُونَ رُؤُسَهُمْ وَعَادَتُهُمْ أَنْ يَحْطُوا رُؤُسَهُمْ فِي لِبَاسِهِمْ لِعُمُومٍ قَوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا آدَمُ خُلْدُوا زِينَتَكُمْ حِينَ كُلُّ مَسْجِدٍ فَإِذَا كَانَ مِنْ قَوْمٍ لَا يَلْبَسُونَ هَلِيمَ الْأَهْنَاءِ مِثْلَ الْغُبَرَةِ أَوْ الشَّمَاخِ أَوْ الشَّالِ لَيَانَ الْأَفْضَلُ أَنْ يُلْبَسَهَا حَالَ صَلَاتِهِمْ لِأَنَّهَا مِنْ الزَّيْنَةِ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِأَخْلِهَا (مجموعہ فتاویٰ و رسائل ابن عثیمین: ج ۱۳ ص ۲۴۱)

”اگر کوئی شخص برہنہ سر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن جب وہ ایسے لوگوں میں ہو جو اپنے سر ڈھانپنے ہوں اور ان کی عادت یہ ہو کہ وہ سر ڈھانپنے کا اپنے لباس میں لحاظ کرتے ہوں تو ایسے صورت میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے عموم کی وجہ سے اسے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس پہنو۔ اور جب آدمی ایسی قوم میں ہو جو سفید رومال یا پھولدار رومال یا شال جیسی چیزیں نہ پہنتے ہوں تو نماز کی حالت میں اس آدمی کیلئے سر ڈھانپنا افضل ہے کیونکہ سر کو ڈھانپنا اس ریت میں شامل ہے جس کے اختیار کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو حکم دیا ہے۔

نماز میں سر ڈھانپنا رواج کے تابع نہیں کیونکہ نماز میں ریت اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پس مسلمان کو رواج کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع داری کرنی چاہیے۔

⑥ صَلَوةُ الرَّجُلِ وَهُوَ حَاسِرٌ رَأْسَهُ أَيْ عَاثِفٌ رَأْسَهُ لَا يَبْنَسُ بِهِ إِلَّا أَنْ يَسْعُرَ الرَّأْسَ لِحْسٍ يَوْجِبُ لَكِنْ إِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ فِي بَلَدٍ مِنْ عَادَتِهِمْ أَنْ يُسْعُرُوا رُؤُسَهُمْ وَهُمْ يَمُرُّونَ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ كَمَالِ الزَّيْنَةِ لَيَانَ الْأَفْضَلُ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يُسْعُرَ رَأْسَهُ بِاللِّبَاسِ الَّذِي يَتَعَادُهُ النَّاسُ لِعُمُومِ قَوْلِهِ تَعَالَى

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَشَرُّوا مِنْ بِلَادِنَا فِي الْمَمْلَكَةِ الْعَرَبِيَّةِ السُّعُودِيَّةِ نَعَادُ سَعْرَ الرَّأْسِ بِالْعَلَاقِيَةِ وَالْقَعْرِ وَالْعَلِيَّةِ لَمْ يَكُنْ سَعْرُ رُؤُسِنَا بِذَلِكَ الْفَضْلِ مِنْ كَشْفِهَا لِأَنَّ هَذَا مِنْ تَمَامِ الزَّيْنَةِ أَلَيْسَ أَمَرَ اللَّهِ تَعَالَى بِأَعْلِيَّهَا لِي قَوْلُهُ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (فتاویٰ نور علی الدرب لابن شمیم: ج ۱۲۸ ص ۹)

”برہنہ سر نماز پڑھنے سے نماز کی صحت میں فرق نہیں آتا کیونکہ سر کا چھپانا واجب نہیں۔ لیکن جب انسان ایسے شہر میں ہو جہاں لوگوں کی سر ڈھانپنے کی عادت ہو اور وہ سر ڈھانپنے کو کامل زینت خیال کرتے ہوں تو وہاں پر سر ڈھانپنے کیلئے جو معتاد لباس ہو اس کے ساتھ سر ڈھانپنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت اختیار کرو۔ پس مملکت عربیہ سعودیہ کے اندر ہمارے شہروں میں ٹوپی یا رومال اور رسی (عقال) کے ساتھ سر ڈھانپنے کی عادت ہے۔ اس لئے مملکت سعودیہ میں برہنہ سر کے مقابلہ میں سر کو ڈھانپنا افضل ہے کیونکہ سر ڈھانپنا اس زینت کا درجہ کمال ہے جس کو اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے فرمان الہی ہے اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا خوبصورت لباس اختیار کرو۔“

⑤ وَسَعْرُ الرَّأْسِ بِمَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ وَلَا مُعَالَفَةٌ فِيهِ لِلشَّرْعِ مِنْ بَابِ الزَّيْنَةِ فَهَيَّئْ سَعْرَهُ عَمَلًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَيَتَأَكَّدُ ذَلِكَ فِي حَقِّ أَهْلِ الْفَضْلِ كَالْعُلَمَاءِ وَالْأَئِمَّةِ وَتَحْوِيلِهِمْ وَكَذَلِكَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا زَيْنَ وَهُوَ كَحَافِئِ الرَّأْسِ حَالَ إِحْرَامِهِ وَأَمَّا فِي غَيْرِ الْإِحْرَامِ فَلَا تَعْلَمُ غَيْرًا يُقْبَلُ ذَلِكَ (فتاویٰ الشیخ الاسلامیہ باشراف عبداللہ الفقیہ: ج ۲ ص ۱۲۰۳)

”جاری عادت کے مطابق سر ڈھانپنا خصوصاً جبکہ اس میں کوئی خلافِ شرع بات نہیں

باب زینت سے ہے۔ اس لئے سر ڈھانپنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرنے کی وجہ سے تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس زینت اختیار کرو اور اہل فضیلت حضرات جیسے علماء و ائمہ وغیرہ کیلئے یہ حکم زیادہ مؤکد ہے اور نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں بوجہ احرام برہنہ سر نماز پڑھی ہے۔ لیکن غیر احرام میں بھی آپ ﷺ نے کبھی برہنہ سر نماز پڑھی ہو ایسی حدیث وغیرہ ہمارے علم میں نہیں۔

④ الصَّلَاةُ بِغَيْرِ عِمَامَةٍ لَا حَرَجَ فِيهَا لِأَنَّ الرَّأْسَ لَيْسَ بِعَوَظَةٍ وَلَا يَجِبُ سَعْرَةٌ فِي الصَّلَاةِ سَوَاءً كَانَ الْمُصَلِّيَ إِمَامًا أَوْ مُتَقَرِّدًا أَوْ مَأْمُومًا وَلَكِنْ إِذَا لَيْسَ الْعِمَامَةُ الْمُعْتَادَةُ كَانَ أَفْضَلَ لَا يَسِيئُ إِذَا صَلَّى مَعَ النَّاسِ لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَهِيَ مِنَ الزَّيْنَةِ (مجموعہ فتاویٰ ابن باز: ج ۱۰ ص ۴۰۶)

”پگڑی کے بغیر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ سر سڑکا حصہ نہیں اور نہ ہی نماز میں سر کا چھپانا فرض ہے خواہ نمازی امام ہو یا مفرد ہو یا مقتدی ہو۔ تاہم عقائد پگڑی کے ساتھ سر ڈھانپنا افضل ہے، خصوصاً جب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وجہ سے: اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت خوبصورت لباس پہنو اور عمامہ بھی اڑھم زینت ہے۔“

⑤ أَمَّا بِالنِّسْبَةِ لِسَعْرِ الرَّأْسِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحَقُّ أَنْ يَغْزَنَ لَهُ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ يَغْزَنَ لَهُ إِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ فِي بَلَدٍ يَغْزَنُ أَهْلَهُ بِتَغْطِيَةِ رُؤُسِهِمْ كَهَذَا الْبَلَدِ لِأَنَّهُ يَتَأَكَّدُ فِي حَقِّهِ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ لِأَنَّ عَرَفَ النَّاسِ فِي الْبَلَدِ تَغْطِيَةُ رُؤُسِهِمْ لَيْسَ هَذَا وَاجِبًا وَلَا يَأْتِي بِكُشْفِ الرَّأْسِ لَكِنْ يَجْعَلُ عَلَى قُلُوبِهِمْ أَهْلُ الْبَلَدِ أَنَّهُ مِنَ الزَّيْنَةِ وَمَا تَعَارَفُوا عَلَيْهِ فِي هَذِهِ الْقَبِيلَةِ لِأَنَّ قَوْلَهُ خُذُوا زِينَتَكُمْ يَشْمَلُ أَيْضًا

الزَّيْنَةُ الْعُرْفِيَّةُ الَّتِي تَعَارَفَ عَلَيْهَا النَّاسُ وَلَكِنَّ عَادَةَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ
الْقَدِيمِ تَغْطِيَةُ الرَّأْسِ وَكَانُوا يَضَعُونَ الْعَمَائِمَ

(سلسلة الاداب الاسلامية: ج ۱۰ ص ۲)

”ستر راس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اللہ عزوجل زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے آدمی زینت اختیار کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے زینت اختیار کی جائے۔ لہذا انسان جب ایسی جگہ ہو جہاں سر ڈھانپنے کو زینت سمجھا جاتا ہو جیسا کہ ہمارا یہ شہر تو ایسی جگہ میں سر ڈھانپنا اور بھی زیادہ مکہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس جگہ سر ڈھانپنے کا عرف ہے۔ اگرچہ نہ یہ واجب ہے اور نہ سر کھلا کرنے میں کوئی گناہ ہے لیکن جب وہاں کے لوگوں کا فہم و عرف یہ ہے کہ سر کو ڈھانپنا زینت ہے تو نماز کے اندر سر ڈھانپنے کے قضیہ میں اسی عرف و فہم پر چلنا چاہیے کیونکہ خُذُوا زِينَتَكُمْ کا قرآنی حکم زینت عرفیہ کو بھی شامل ہے اور مسلمانوں کی قدیم سے عادت چلی آ رہی ہے سر ڈھانپنے کی اور سر پر پٹری باندھنے کی“

① إِنَّ الَّذِي يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَكْشُوفٌ * أَنَّ صَلَاتَهُ جَائِزَةٌ فَالَّذِي يُصَلِّي وَعَلَى رَأْسِهِ قُلَنْسُوءٌ أَوَّلَى وَ آخِرَى

(الدرر السنية في الكتب النجدية للفتی الشیخ عبداللہ بن الشیخ محمد: ج ۵ ص ۲۷۵)

”بے شک جو آدمی برہنہ سر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز جائز ہے لیکن سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اولیٰ و افضل ہے“

نماز میں سر ڈھانپنا فتاویٰ غیر مقلدین کی روشنی میں

① فتویٰ مجلس العلماء میاں نذیر حسین صاحب، بانی جماعت الحمدیہ

”اس میں کلام نہیں ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ اور ان کے بعد کے لوگ عام طور پر عمامہ کی موجودگی میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

..... اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز یا عمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے باقتدار وقار و یکسوئی و اجتماع سنت کے۔ حدیث عبادۃ میں فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِالْعَمَامِ لِأَنَّهَا سِمَاءُ الْمَلَائِکَةِ پکڑی سر پر رکھا کرو کہ یہ فرشتوں کا لباس ہے اور حدیث رکنا نہ میں فرمایا ہے قَرُوْا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَامِ قَرُوْا الْقَلَائِسَ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر پکڑیاں ہیں۔ ایک اور فتویٰ میں فرماتے ہیں، جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اُس شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے“ (فتاویٰ ندویہ: ج ۳ ص ۳۷۲، ۳۷۳، ج ۱ ص ۲۴۰)

① غیر مقلد عالم مولانا عبدالستار صاحب کا فتویٰ

نائب مفتی محکمہ القضاء الاسلامیہ، جماعت غریباں الحمدیہ کراچی
”ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ و افضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب و زینت ہے“ (فتاویٰ ستاریہ: ج ۳ ص ۵۹، مجلہ الحمدیہ کراچی: ج ۳۲ شمارہ ۱)

② غیر مقلد عالم مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا عبدالباقی غزنوی کے فتاویٰ

”سرا عشاء ستر میں سے تو نہیں لیکن نماز میں سرنگار کئے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے نہیں بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ مرد کے کندھے بھی عشاء ستر میں سے نہیں لیکن صحیح بخاری میں ہے ایک کپڑے میں کوئی نماز نہ پڑھے جب تک اُس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کندھوں کو کپڑے سے ڈھانکنے کا حکم اس لئے آپ نے دیا تاکہ بدن کا اعلیٰ حصہ بھی نماز میں ڈھکا رہے اگرچہ وہ عشاء ستر میں سے نہیں ہے۔ امام مالک نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ایک کپڑے

میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں۔ چہ جائیکہ اُن کو مسجد میں اجازت دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَزَّوَالِیُّنَتَّكُمُ عَنْهُ کُلِّی مَسْجِدِی تم ہر نماز کے وقت لباس پہنا کرو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی (اختیارات: ص ۴۴) میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نماز کیلئے اعضاء ستر کے ڈھانکنے کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَزَّوَالِیُّنَتَّكُمُ عَنْهُ کُلِّی مَسْجِدِی ۔

ابتداء میں اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بہ مراحت یہ مذکور ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہ کرامؓ نے مسجد میں اور وہ بھی نماز یا جماعت میں نکھے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو۔ اس لئے اس بدرم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے نکھے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تھپہ ہوگا۔ اسلام میں نکھے سر رہنا سوائے احرام کے خشوع و خضوع کی علامت نہیں۔ اور اگر سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ وَلَا یَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهَمَّ کسالی (نماز کو آتے ہیں تو سست ہو کر)۔ فرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

(فتاویٰ علانیہ: ج ۴ ص ۲۹۰، ۲۹۱)

⑤ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ

”صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ سے بالدرام ثابت ہوا ہے یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہو پکڑی سے“ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ ص ۵۲۳، ۵۲۵)

⑥ جمعیت الحمد یت کے امیر شیخ الحمد یت مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب کا فتویٰ

”الحجاب وباللہ التوفیق: تذکرہ سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جاسکتا ہے ① مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے ② انفعلیت یعنی آنحضرت اور صحابہ کے عام عمل کے لحاظ سے

﴿ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلط (شرمگاہ) کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ اگر اس کو نکال کر دکھا گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اس لئے اگر کسی وقت نیکے سر نماز پڑھی تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی جس طرح پٹلی، پیٹ اور پشت وغیرہ اعضاء نیکے ہوں تو نماز جائز ہے۔ نیکے سر بھی درست ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کرے حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی لیکن محض مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ نیکے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات محض وفہم کے خلاف ہیں محض مند اور حدیثین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور اہل علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں متواتر اور معمول یہاں ہے۔ کوئی مرفوع حدیث میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً باجماعت فرائض میں، بلکہ عادت مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے۔

امام بخاری فرماتے ہیں بِسَابِّ وَجُوبِ السَّلَوتِ فِي الْقِيَابِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (صحیح بخاری مع فتح: ج ۱ ص ۳۱۸) امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز یا تو صرف اعضاء جواز کے لئے ہے یا کپڑوں کی کم یا بی کی وجہ سے ہے ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے، سنت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں؟ یہ مسئلہ حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا تو فرمایا جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم بھی وسعت

کرو۔ جیسی کا قول ہے ایک کپڑے میں نماز جائز ہے، دو میں بہتر ہے، چار کپڑے ہوں یعنی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور چادر تو نماز کامل ہوگی۔ (مفتی ابن قدام: ج ۱ ص ۶۲۱)

غرض کسی حدیث سے بھی بلا مذر نگے سر نماز کی عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بد عملی یا کسل (سستی) کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے۔ بلکہ جہلاء و اہل سنت سمجھنے لگے ہیں۔ الحیاذ باللہ (اللہ کی پناہ) عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دو کپڑوں میں پڑھو کہ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا دو کپڑے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں مدینے میں کسی کے پاس تمہیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ (سنن ترمذی: ج ۱ ص ۲۳۶) ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو نگے سر نماز ادا کرنا یا خد سے ہو گا یا قلت غسل سے۔ ان تمام گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ سرنگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے یہ اور بھی نامناسب ہے۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ غسل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو نگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث (ملخصاً): ج ۱ ص ۲۸۶، ۲۸۹)

⑤ غیر مقلد عالم مولانا سید محبت اللہ شاہ راشدی کا فتویٰ

نویسہ: ہمارے ہاں اکثر نو جوان اہلحدیث بھائی نمازوں میں عموماً ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں جس کی نشاندہی سندھ کے معروف اہلحدیث عالم دین سید محبت اللہ شاہ راشدی صاحب نے اپنی ذیل کی تحریر میں کی ہے۔ سید صاحب کی یہ تحریر متانت و سنجیدگی

اور دلائل کی قوت سے معمور ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے ہمارے بہت سے بھائیوں کو ترک سنت کے نقصانات کا احساس ضرور ہوگا اور وہ اپنے اندر سنت پر کاربند ہونے کا عزم پیدا کریں گے۔ (ادارہ الاعتصام لاہور) الاعتصام، مجریہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ء میں نکے سر نماز ہو جانے کے متعلق ہمارے محسن دوست مولانا حافظ نعیم الحق نعیم حفظہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ شائع ہوا ہے)

جہاں تک نکے سر نماز ہو جانے کی حد تک بات ہے تو اس کے بارے میں دو آراء ہوتی ہیں سکتیں۔ یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اس سے راقم الحروف کو اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوا کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں۔ راقم الحروف کے علم کے حد تک سوائے حج و عمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ نکے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آکر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور نکے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہوتی نہیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چھ احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

- ① حضرت عمرو بن أمية الضمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
- رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَيْهِ
- ”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔“ (صحیح البخاری مع فتح الباری: ج ۸ ص ۳۰۸)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ضروری امامہ سے نماز پڑھی ہوگی کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ امامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث ضرور دونوں کو شامل ہے۔

① حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز فجر سے پہلے قضاء حاجت کے لئے نکلے۔ قضاء حاجت کی، پھر لوٹے۔ پھر حضرت مغیرہ نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر اس میں یہ الفاظ ہیں: **نُـمِـسْ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ (الخ)**
”پھر اپنی پیشانی مبارک اور امامہ پر مسح کیا۔“ (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۲۶۱)

② حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
عَمَّا تَنِي أَنْظَرَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ
فَلَذَّاعِي طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَفَيْهِ
”گو یا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔“ (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۲۷۳)
③ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَبْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ أَحْزَامٍ
”رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر کالی پگڑی تھی۔“ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹)

بعض علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سر مبارک پر مفر (خود) تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہل جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا (جیسا کہ حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے) پھر اس کو اتار لیا اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اللَّهُ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مَسْذُودَةٌ

”آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دیا گیا تھا۔ یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ سیاہ عمامہ خود کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تا کہ نبی ﷺ خود کے لوہے سے اپنے سر مبارک کو محفوظ رکھیں“
(فتح الباری: ج ۳ ص ۶۱۱-۶۱۲)

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اُعْتَمَّ مَسَدَلٌ عِمَامَةً بَيْنَ كَيْفَيْهِ
”رسول اللہ ﷺ جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے“
امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔
(مشکوٰۃ: ج ۱ ص ۳۷۲ سنن ترمذی ج ۱ ص ۳۰۴)

⑥ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

عَمَّيْنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي
”رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا ٹکڑا

سا کھڑا چھوڑ دیا“ (مکھڑا: ج ۳ ص ۳۷۷ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۸)

⑥ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الشَّهَادَةُ أَرْبَعَةٌ
 رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدٌ الْإِيمَانُ أَتَى الْعَدُوَّ فَصَلَّى اللَّهُ حَتَّى قُبِلَ فَذَلِكَ الَّذِي يُرْكَعُ
 النَّاسُ أَحْمَتُهُمْ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَكَذَا وَرَكَعَ رَأْسَهُ حَتَّى وَكَعَتْ فَلِلنَّسْوَةِ كَلَّا
 أَذْرَى فَلِلنَّسْوَةِ عَمَرٌ أَرَادَ أَنْ فَلِلنَّسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ شہداء چار ہیں۔ ان
 میں سے ایک وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا ہے۔ وہ دشمن کی طرف آیا اس نے اللہ سبحانہ
 و تعالیٰ (کے اجر و ثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا یہ وہ شخص ہے
 جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے اس طرح اور اپنا سراٹھایا۔
 حتیٰ کہ ٹوپی گر گئی۔ (راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں کہ ٹوپی سے حضرت عمرؓ کی ٹوپی مراد
 ہے یا نبی پاک ﷺ کی ٹوپی“ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۹۴) امام ترمذی نے اس حدیث کو
 حسن درجے کی کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ یا نبی کریم ﷺ اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے
 تھے۔

⑦ ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی ہے۔
 أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ فِي السَّفَرِ ذَوَاتِ الْأَذَانِ فِي الْحَضَرِ
 الْمُعْصَمَرُ يَعْنِي الشَّامِيَةَ قَالَ الْيَعْرَبِيُّ وَهُوَ أَجْوَدُ الْإِسْنَادِ فِي الْقَلْبِ
 ”آنحضرت ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں مصرعینی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔
 عراقی کہتے ہیں کہ ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے“
 (المسائل الشریعۃ للسیوطی ج ۱ ص ۳۷۰: اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ ج ۱ ص ۳۲۶)
 ⑧ مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۲۹۸) میں اور مصنف عبد الرزاق (ج ۱ ص ۴۰۰) میں

اس کے مانتا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَسْجُدُونَ وَابْتِذَانَهُمْ فِي
يَتَابِهِمْ وَيَسْجُدُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ عَلَى قَلْبِهِ وَرِجْلَيْهِ

”نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ پکڑوں میں
ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا“ (حمۃ القاری شرح صحیح
البخاری ج ۳ ص ۱۷۳) اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں
باندھے ہوتے تھے۔

۱۵ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللباس میں باب ”البرانس“ کے تحت
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث لائے ہیں۔

أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَارْسُونَ اللَّهَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الْيَتَابِ؟
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَامَ
وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرَانِسَ وَلَا الْخِصَافَ

”ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟
آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: نہ قمیصیں پہنے، نہ پگڑیاں باندھے، نہ شلواریں پہنے، نہ برانس
پہناؤ نہ ہی موزے پہنے“ (فتح الباری: ج ۱ ص ۲۷۱، ۲۷۲) (برانس، برنس کی جمع ہے۔ یہ ایک قسم
کی ٹوپی ہے)

امام بخاری نے اس کے بعد جلد ۱ صفحہ ۲۷۳ پر باب ”العمائم“ منعقد فرمایا کہ اس کے تحت
بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی یہی حدیث لائے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ ٹوپیاں
اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے۔ ورنہ اگر صحابہ کرامؓ و بیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا
کرتے ہوئے نیکے سر رہنا ہی معمول ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی

حالت میں) بیان نہ کی جاتی جیسا کہ عورتیں اجانب (غیروں) کے ساتھ نقاب اوڑھے رہتی ہیں حالانکہ احرام کی حالت میں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں الا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آگیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا، امام بخاری اور دیگر محدثین جنہوں نے کتاب اللباس کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے ان کا مقصد ان باتوں میں اقتداء و اتباع تھا ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ (کی ذات مقدسہ) میں بہترین نمونہ

ہے“

یہ ارشاد عبادات وغیرہ سب کو شامل ہے۔ ہو سکتا ہے ہمارے محترم مولانا فہیم الحق فہیم صاحب طعام، شراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں سے جن اشیاء یا امور کے متعلق کوئی امر یا رعبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب و مستحب نہیں۔ لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اگر یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی۔ جب سر ڈھانپنے رکنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگا۔ لہذا استحباب یا عدم بیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام کا تو یہ حال تھا کہ لباس و طعام میں سے جو چیز نبی ﷺ کو پسند ہوتی تو وہی چیز وہ خود اپنے لئے بھی پسند کرتے تھے۔

صحیح بخاری کے کتاب اللباس میں ”بَابُ الْبَيْعَةِ السَّبْعِيَّةِ وَهِيَ هَا“ کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بن جریجؒ سے روایت لائے ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ

سے کہا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں۔ تمہارے دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ آپ ”سبعہ نعال“ (بغیر بالوں کے جوتا) ہی پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

أَمَّا النِّعَالُ السَّيُوفِيُّ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الْبَيْضَ فِيهَا خُصْرٌ وَيَعْوِضُ فِيهَا قَانًا أَحَبُّ أَنْ يَلْبَسَهَا

”سبعہ نعال“ یعنی بغیر بالوں کے جوتے کے حلقہ تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ جوتے وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے تھے۔ لہذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسے ہی جوتے پہنا کروں“

(فتح الباری ج ۱ ص ۳۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا سنت کے اجاز میں جو مقام ہے وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ اسی طرح امام بخاری اپنی صحیح کے ”کتاب اللطیمہ“ میں باب ”الذباہ“ کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مَوْلَاهُ غِيَاظًا فَأَتَى يَدَ بَاءٍ فَبَعَلَ بِأُكُلُهُ فَلَمْ أَكُنْ أَحِبُّهُ مِنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُكُلُهُ

”رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی قلام کے ہاں تشریف لائے۔ پھر وہ آپ ﷺ کے لئے کدو لے آیا پھر آپ ﷺ اس کو کھانے لگے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ﷺ کو کدو کھاتے دیکھا، تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

کیا صحابہ کرامؓ کا نبی ﷺ کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعث اجر و ثواب نہ تھا؟ اگر تھا تو یہی عجب و استعجاب کی علامت ہے۔ اس لئے سرؤ حاکم پچھلے پھرنے یا

نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر و بیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ یہ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہل حدیث جماعت کے افراد نے نکھ سر نماز پڑھنے کا جو معمول بنا رکھا ہے، اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جاسکتا ہے، مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ مندوبات و مستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

جواز کے اظہار کے لیے کبھی کبھار اتفاقاً بھی نکھ سر رہنے پر عمل کیا جاسکتا ہے لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو مندوبات و مستحبات، سنن ووافل کے ابواب موجود ہیں، یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخص پر ہی عمل کرنا ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے محترم مولانا فہیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پر جوش اہلحدیث حضرات کی طرف سے بعض تشدد و خفیوں کی وجہ سے نکھ سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جاتا رہا ہے۔

یہ بات اہتمام و تفہیم سے بھی ہو سکتی ہے انہیں معقول دلائل پیش کیئے جائیں اور اگر وہ بھر بھی اسی پر جھڑپیں اور حق کی طرف نہ آئیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لیے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور نکھ سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنالیں پھر اگر یہی مقصود ہے تو گھر سے ہی نکھ سر آئیں اور نماز پڑھ لیں۔ لیکن یہ عجیب طرفہ جٹا ہے کہ گھر سے تو سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں اس سے مولانا فہیم الحق کی تحریر کے مطابق نکھ سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعی پھیل رہی ہے تو اس کی جانب بھی توجہ مبذول کرنا اشد ضروری ہے۔ اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلی جاتی ہے کہ گھر سے ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہیے لیکن مسجد میں آ کر اس کو اتار دینا چاہیے اور نکھ سری نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہی سنت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ہے اور الحمد للہ جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض ہم اہل حدیثوں کے طریقہ عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ حالانکہ صحیح تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور نیکے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی و مستمرہ معمولات میں بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہوگا کہ یہی نبی ﷺ کی سنت ہے؟ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر و بیشتر سر کو ڈھانپے رکھا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تاکہ یہ غلطی رفع ہو جائے۔ نیکے سر نماز پڑھنے والے اس پر دلیل کے طور پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جسے ابوالشیخ الاصمہانی نے اپنی کتاب ”اخلاق النبی ﷺ“ کے صفحہ ۱۱۵ میں ذکر کیا ہے جو سنداً تو بالکل ضعیف ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب اس روایت کو لے کر میرا معارضہ یا تعاقب شروع کر دے۔ اس لیے حفظاً مقدم کے طور پر یہ روایت مع سند و متن اور اس کی سند پر کلام کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب اس کو لے کر میدان میں نہ آجائیں۔ روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جُنَيْدٍ نَا أَحْمَدُ بْنُ عِمْسَى الْمُقْلَبِيُّ
وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ السَّلَالُ، نَا بِشْرُ بْنُ بِحْبِصٍ الْمُرُوزِيُّ نَا مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ
الْعُرْزَمِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَنِي عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَ ثَلَاثِينَ لَكُنْسُوءَ بَيْضَاءَ مُطْبُوعَةً وَلَكُنْسُوءَ بُرْدِجِيَّةَ وَلَكُنْسُوءَ ذَاتِ
أَذَانٍ يَلْبَسُهَا فِي السَّفَرِ وَرَبَّعًا وَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِذَا صَلَّى

اس روایت میں ابوالشیخ الاصمہانی کے استاد اور اس کے دو شیوخ احمد بن عیسیٰ المقلبي اور سلیمان بن داؤد السلال کے حالات ہمارے پاس موجود مصادر و مراجع میں سے کسی میں بھی نہیں آگے چوتھے نمبر پر بشر بن بکیر المرزوی آتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی سوائے

الجرح والتعديل لابن ابی حاتم کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور الجرح والتعديل میں بھی صرف یہ ہے کہ کان صاحب الراي۔ یہ الفاظ توشیح و تعديل کے نہیں ہیں۔ لہذا یہ بھی مجہول الحال ہی ہوا۔ پھر مسلم بن سالم کا نمبر آتا ہے۔ یہ غلطی ہیں، متروک اور وضاع ہیں۔ جملہ ائمہ محدثین ان کی تصحیف پر متفق ہیں۔ پھر العززی ہیں اور غالب عقین یقین کے قریب یہ بات ہے کہ یہ محمد بن حیدر اللہ بن ابی سلیمان العززی ہیں اور یہ بھی متروک ہیں۔ اس کے بعد حطاء ہیں۔ یہ ابن ابی رباح ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں۔ تقریب الحمد، المیزان واللسان)

اب ایسی روایت سے جس کی اسناد ”هَلُمَاتُ بَعْدَهَا قَوْفِي بَعْضٍ“ کا مصداق ہو، اس سے اسناد کوئی جاہل کرے تو کر سکتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کے علم سے نوازا ہے وہ اس سے استدلال کی جرأت نہیں کر سکتا۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کر سکتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے یعنی بغیر سر ڈھانچے نماز پڑھی۔

اولاً: یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی جگہ تہی اور اتنی فراوانی نہ ہوئی تھی جیسا کہ حضرت جابرؓ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہم میں سے ہر ایک کے پاس دو تین کپڑے نہ تھے۔

اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ سے کسی نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

اس سے جو بات نکھر کر سامنے آ جاتی ہے وہ اہل علم سے غلطی نہیں۔

ثانیاً: میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں۔ اگر نیکے

سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو آپ بسم اللہ گھر سے کریں کہ ایک کپڑے کے سوا سب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف چکڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہوئے چائیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔ شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت کپڑا یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن سر کو تنکا رکھتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس ذمہ میں سے نکال باہر کر رہے ہیں۔ اوپر صفحات میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول سر کو ڈھانپنا تھا لہذا میں ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے رسول ﷺ کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔

بہر حال ان وجوہات کی بناء پر مجھے تو نماز کی حالت میں اور عام حالت میں سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر و ادنیٰ اور مستحب و مندوب نظر آیا ہے۔ اگر کسی اہل علم نے اس پر تعاقب فرمایا کہ میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آگئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ رجوع بھی کر لوں گا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْكَلَامُ

ماہنامہ الرشید لاہور اکتوبر ۱۹۹۳ء۔ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ۔ جلد ۲۲۔ شمارہ نمبر ۲: پہلا شکر یفت روزہ الاحصام لاہور جلد ۴۵۔ شمارہ ۲۷ جولائی ۱۹۹۳ء۔ الاحصام لاہور جلد ۴۵۔ شمارہ ۳۰۔ جولائی ۱۹۹۳ء

⑥ اقتباس مکتوب غیر مقلد عالم مولانا محمد اسحاق بھٹی

مکرمی و محترمی جناب حافظ عبدالرشید صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سید محبت اللہ صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نماز میں سر ڈھانپنا چاہئے۔ کسی حدیث میں اس قسم کے الفاظ نہیں ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے عمامہ یا ٹوپی سر سے اتار دو اور سر نکال کر کے نماز پڑھو بلاشبہ یہ مضمون بہت اچھا ہے۔ اس سلسلہ میں مشاہیر علماء اہلحدیث کا نقطہ نظر کیا ہے؟ آپ مناسب سمجھیں تو الرشید میں شائع فرمادیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نکھ سر نماز پڑھنے کے سخت مخالف تھے۔ بعض لوگ گرمیوں میں محض بنیان کپھن کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اس کی بھی وہ شدید مخالفت کرتے تھے۔ عام طور پر اہلحدیث حضرات نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے اس سے بھی مولانا اختلاف کرتے تھے۔ وہ ہر نماز کے بعد لمبا وظیفہ پڑھتے تھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر خشوع و خضوع سے دعا مانگتے تھے۔ دارالعلوم تقویہ الاسلام کے وہ مہتمم تھے۔ طلبہ کو باقاعدہ ہدایت تھی کہ وہ باجماعت نماز پڑھیں، نماز میں سر نکال نہ رکھیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔ ایک دن مولانا نے چیچیاں والی مسجد میں صبح کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ان کے ایک عقیدت مند اہلحدیث نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ ان کا نام ملک محمد رفیق تھا۔ انہوں نے نکھ سر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا نے فرمایا ملک صاحب! نکھ سر نماز نہ پڑھا کریں۔

ایک لطیفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کو جرأوالہ کا ہے جو واقعہ بھی ہے۔ ایک دن ایک اہلحدیث مولوی صاحب نے پگڑی اتار کر نکھ سر نماز پڑھی۔ مولانا نے فرمایا یہ آپ نے کیا حرکت کی؟ پگڑی اتار کر نماز پڑھنا کہاں کا مسئلہ ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ میں نے ٹھیک کیا ہے۔ میرے ساتھ اس مسئلے پر بحث کر لیں۔ مولانا نے فرمایا۔ مجھے آپ کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے تو ایک شریفانہ بات کی تھی کہ پگڑی اتار کر نماز

پڑھنا مناسب نہیں۔ پھر پنجابی میں فرمایا۔ ایساں ایک پگ دی گل سی، میرے دلوں لک دی وی لاہ لے۔

مولانا حافظ عنايت اللہ اثری گجراتی معروف الحمد یٹ عالم تھے۔ ایک صاحب نے حافظ صاحب سے سوال کیا کہ نکھے سر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ صاحب نے جواب دیا۔ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن اس سے بچنا چاہئے۔ پگڑی یا ٹوپی ماہن کر نماز پڑھنی چاہئے۔ سائل نے پوچھا یہ کہاں لکھا ہے؟ حافظ صاحب نے نہایت عمدہ جواب دیا فرمایا جہاں جی چاہے لکھ لو بات وہی ہے جو میں نے بتادی۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مشاہیر علمائے حدیث نکھے سر نماز پڑھنے کو معیوب قرار دیتے تھے اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ کے حضور عجز و عاجزی سے دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن نئے دور کے الحمد یٹ علماء نکھے سر نماز پڑھنے کے حق میں دلائل فراہم کرتے ہیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کچھ مانگنے کو حدیث رسول کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

کھڑک فی الصلوٰۃ:

الحمد یٹ حضرات میں ایک عجیب و غریب بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ نماز شروع کرتے ہی ان کے جسم پر کھلی ہونے لگتی ہے۔ اور نماز کی نیت با ندھی اور ادھر کھلانا شروع کر دیا۔ کبھی سر میں ہاتھ پھیرا، کبھی داڑھی میں، کبھی بظلوں میں، کبھی کان میں، کبھی ناک میں، کبھی کہیں۔ یہ کھڑک فی الصلوٰۃ کا مسئلہ معلوم نہیں ان کو حدیث کی کس کتاب سے ملا ہے؟ نماز جمع کرنے کے بھی الحمد یٹ حضرات بہت شائق ہیں۔ ان کی کسی میٹنگ میں جا کر دیکھئے، ظہر کی نماز پڑھی اور ساتھ ہی عصر کی لپیٹ دی۔

بہر حال مولانا سید محبت اللہ شاہ راشدی کو اللہ تعالیٰ خوش رکھے۔ انہوں نے نماز میں سر ڈھانپنے کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ لائق مطالعہ ہے۔ اس پر عمل کرنا چاہئے۔ آپ نے

یہ مضمون چھاپ کر اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے علم میں لانے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین) (ماہنامہ الرشید جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

نیز مولانا محمد اسحاق بمبئی صاحب اپنی کتاب نقوش عظمتِ رفتہ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں ”مولانا داؤد خرنوی ہر نماز کے بعد دعائے کف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے۔“

نگہ سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا“ اور صفحہ ۱۸۹ پر لکھتے ہیں۔

”الحدیث حضرات کو کچھ عرصہ سے نگہ سر نماز پڑھنے کی ایسی عادت پڑی ہے کہ اب انہوں نے اسے شرعی مسئلہ بنا لیا ہے“

⑧ فتویٰ غیر مقلد عالم مولانا عبد المجید سوہدری

”نگہ سر نماز ہو جاتی ہے مگر بطور فشن، لا پرواہی اور تعصب کی بنا پر مستقل یہ عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی علیہ السلام نے خود یہ عمل نہیں کیا“ (الحدیث سوہدردہ: ج ۱ ص ۱۵، شمارہ ۱۲، فتاویٰ طائے حدیث: ج ۱ ص ۲۸۱)

⑨ فتویٰ غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا ابوسعید شرف الدین

”بعض کا شیعہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر نگہ سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنارکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔ ہاں اس فعل کو مطلقاً ناجائز کہنا بھی بیوقوفی ہے ایسے ہی برہنہ سر کو بلاوجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے اور خلاف سنت بیوقوفی ہی تو ہوتی ہے“ (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ ص ۵۲۳) دوسری جگہ فرماتے ہیں ”بحکم خدا و بحکم عند کل مسجد اور رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ نگہ سر کو نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد

بندہ (یعنی بدعت) ہے اور خلاف سنت ہے“ (مادہ ثانیہ: ج ۱ ص ۵۹۲)۔

⑤ ارشاد غیر مقلد عالم سید ابوبکر غزنوی

”نگہ سرنا ز پڑھنا مولانا (سید داؤد غزنوی) کو بہت ناگوار گزرتا تھا“

(سیرت مولانا داؤد غزنوی: ص ۱۳۳)

⑥ نگہ سر رہتا کیسا ہے؟ (از ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی)

① سیدنا عمرو بن حریت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا

اور آپ کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا اور آپ نے اس کے دونوں سرے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (مسلم: ۱۳۵۹، دارالسلام: ۳۳۱۳)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور آپ کے سر پر یہ سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔ (مسلم: ۱۳۵۸، دارالسلام: ۳۳۰۹)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور آپ کے سر پر سیاہی مائل رنگ کا عمامہ تھا۔ (مشکل ترمذی: ۹۵، سندہ حسن)

④ نبی ﷺ نے ایک صحابی کے سر پر سفید عمامہ باندھا تھا۔

(دیکھئے المستدرک للحاکم: ج ۴ ص ۵۴۰، حدیث ۸۶۲۳، اتحاف اللمبر: ج ۸ ص ۵۹۰، حدیث ۱۰۰۱۵، سندہ حسن و صحیح الحاکم ووافقه الذہبی)

⑤ رسول اللہ ﷺ اپنے عمامہ پر مسح بھی کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: ۲۰۵، صحیح مسلم: ۲۷۴، دارالسلام: ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۶)

⑥ صحابہ کرامؓ اپنے سروں پر عمامہ رکھتے تھے مثلاً

① سیدنا عبداللہ بن عمرؓ (مسلم: ۲۵۵۲، دارالسلام: ۲۵۱۳، ۲۵۱۵) ② عبداللہ بن حکیم

۲ (بخاری: ۴۰۳۹) ﴿سید اللہ بن ہدی بن الخیار﴾ (بخاری: ۴۰۷۲)
 ﴿کئی تابعین عظام سے کالے عمامے باندھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے معنف ابن ابی شیبہ
 ج: ۸ ص ۲۳۶ حدیث ۲۳۹۵۲/۸، ۲۳۷ حدیث ۲۳۹۶۱)﴾
نتیجہ: صحابہ کرام و تابعین عظام کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ کیا ہم
 نے بھی رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے اس پہلو پر کبھی غور کیا ہے اور کیا ہم اس سنت نبوی
 ﷺ کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں؟

(ماہنامہ المدینہ: ج ۵ ش ۷ جون ۲۰۰۸ء)

﴿فرقہ الجہدیت (مکرمین فقہ) سے ۲۰ سوالات﴾

ضروری نوٹ: ہر سوال کا فقہی جواب ہم نے لکھ دیا ہے۔ فرقہ الجہدیت (مکرمین
 فقہ) کا دعویٰ ہے کہ دین میں امتی تو کجا، نبی تو کجا، سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی رائے بھی
 حجت نہیں۔ لہذا وہ ہر سوال کے فقہی جواب کی جگہ قرآن کریم کی صریح آیت یا صحیح صریح
 مرفوع حدیث بطور جواب لکھ دیں تو ہم الجہدیتوں کو سچا مان لیں گے ورنہ.....

﴿سوال ۱﴾: نماز میں ستر ڈھانپنا صحت نماز کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ اور شرط کی

تعریف کیا ہے؟

﴿جواب ۱﴾: اگر ستر ڈھانپنے پر قدرت ہو تو ستر ڈھانپنا صحت نماز کیلئے شرط ہے۔ (عالمگیری:

ج ۱ ص ۵۸)

شرط وہ ہے جو مشروط سے خارج ہو لیکن مشروط کی صحت اس پر موقوف ہو جیسے وضو نماز

کیلئے شرط ہے۔ (کتاب التعلیقات: ص ۹۱)

﴿سوال ۲﴾: مرد کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

﴿جواب ۲﴾: ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے والے سرے تک ستر ہے۔ ناف ستر سے

خارج ہے مگر گھٹے ستر میں داخل ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: عورت کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

جواب: عورت لوٹری نہ ہو آزاد ہو تو اس کے بال اور سارا بدن ستر ہے مگر چہرہ ہتھیلیاں

اور قدم ستر نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: لوٹری کے بدن کا کونسا حصہ ستر ہے؟

جواب: لوٹری کی پٹہ، پید اور ناف سے گھٹنوں تک پنج گھٹنوں کے ستر ہے۔

(عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: خسرے کے بدن کا کتنا حصہ ستر ہے؟

جواب: اگر خسرے میں مرد کی علامات زیادہ ہوں تو وہ مرد کے حکم میں ہے اور اگر عورت

کی علامات زیادہ ہوں تو وہ عورت کے حکم میں ہے۔ اور اگر علامات برابر ہوں یعنی خلقی

مشکل ہو تو وہ نماز میں سارا بدن ڈھانپے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: اگر ایک آدمی نے تہ بند، شلوار کے بغیر اکیلی لمبی قمیص میں نماز پڑھی

اور قمیص کے بن کٹے رہ گئے حتیٰ کہ رکوع و سجود میں شرمگاہ اس کو نظر آتی ہے۔ تو اس کی نماز کا

کیا حکم ہے۔

جواب: اس آدمی کی نماز صحیح ہے۔ (عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: اگر ایک آدمی نے تاریک کمرہ میں برہنہ بدن نماز پڑھی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بالاجماع اس کی نماز جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال: ایک آدمی کے پاس ستر ڈھانپنے کیلئے کپڑے نہیں وہ برہنہ بدن نماز پڑھتا ہے۔

وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے یا بیٹھ کر؟ وہ رکوع و سجود کرے یا رکوع و سجود کیلئے اشارہ کرے؟

جواب: وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے کرے یہ زیادہ بہتر ہے یعنی افضل

یہی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال ۱۰: اگر نماز میں ستر کا کچھ حصہ ظاہر ہوا اور کچھ چھپا ہوا ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے اگر ان میں سے کسی عضو کا چھپنا کسی حصہ کھلا ہو تو نماز جائز نہیں اگر اس سے قہور اکھلا ہو تو نماز جائز ہے۔ (ما لگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال ۱۱: کون کون سے اعضاء کا چھپانا فرض ہے؟

جواب مرد کے آٹھ اعضاء ہیں جن کا چھپانا فرض ہے ① ذکر ② خستہیں اور یہ دونوں مل کر ایک عضو ہیں ③ ہر ایک سرین علیحدہ علیحدہ عضو ہے ④ دبر مع اپنے ارد گرد کے یہ سرین سے الگ عضو ہے۔ ⑤ ہر ایک ران گھٹنے سے ران کی جڑ تک ایک عضو ہے۔ ⑥ ناف سے عضو تاسل کی جڑ تک اور دونوں پہلوؤں سے جو حصہ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سب ملکر ایک عضو ہے۔ اور آزاد عورت یعنی جو لوطی نہ ہو اس کے چہرے دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ سارا بدن ستر ہے اور وہ اٹھائیس ⑦ اعضاء ہیں ⑧ سربج سر کے بالوں کے ایک عضو ہے ⑨ کانوں سے نیچے لگے ہوئے بال الگ عضو ہے۔ ⑩ دونوں کان الگ الگ عضو ہیں ⑪ گردن اس میں گلا بھی داخل ہے ⑫ ⑬ ⑭ ⑮ ⑯ ⑰ ⑱ ⑲ ⑳ ㉑ ㉒ ㉓ ㉔ ㉕ ㉖ ㉗ ㉘ ㉙ ㉚ ㉛ ㉜ ㉝ ㉞ ㉟ ㊱ ㊲ ㊳ ㊴ ㊵ ㊶ ㊷ ㊸ ㊹ ㊺ ㊻ ㊼ ㊽ ㊾ ㊿ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹

کمر تک جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ پیٹ اور پچھلا حصہ پیٹہ میں شامل ہے ⑤ ناف کے نیچے بیڑا اور اس کے متصل جو جگہ ہے۔ اور ان کے مقابل پشت کی جانب سے سب مل کر ایک عضو ہے ⑥ فرج بیچ ارد گرد کے ⑦ دیر بیچ ارد گرد کے ⑧ (۱۶، ۱۷) دونوں سرین (۱۸، ۱۹) دونوں رانیں گھٹنے بھی ان میں شامل ہیں (۲۰، ۲۱) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت (۲۲، ۲۳) دونوں ہتھیلیوں کی پشت (۲۴، ۲۵) دونوں پاؤں کے تلوے اگرچہ آخری چار کے بارے دوسرا قول عدم ستر کا بھی ہے۔ (فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲)

سوال ① جس عضو کا چھپانا فرض ہے اگر وہ تھوڑا تھوڑا مختلف جگہوں سے کھلا ہوا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟
 جواب ① اندازہ کر کے دیکھیں اگر وہ اکٹھا ہونے کی صورت میں اس عضو کی چوٹھائی کے برابر ہو تو نماز جائز نہیں اگر اس سے کم ہو تو نماز جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)
 سوال ② جن اعضاء کا چھپانا نماز میں فرض ہے اگر ان میں سے مختلف اعضاء کے تھوڑے تھوڑے حصے کٹے ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے؟
 جواب ② اگر وہ کٹے حصے جمع ہو کر ان اعضاء میں سے جو چھوٹا عضو ہے اس کی چوٹھائی کے برابر ہو جائیں تو نماز جائز نہیں اور اگر اس سے کم ہو تو نماز جائز ہے۔
 (فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۸)

سوال ③ ایک آدمی نے نماز میں قائل ستر عضو کا چھپنا قصداً کھولا پھر فوراً چھپا لیا تو اس کا کیا حکم ہے؟
 جواب ③ اس کی نماز فاسد ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری: ج ۱ ص ۵۹، فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۰)
 سوال ④ اگر قائل ستر عضو کا چھپنا غیرہ کی وجہ سے کھل جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب ④ اگر ایسی حالت میں نماز کا رکن ادا کر لیا یا ادا کر کے رکن کی مقدار یعنی تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرا رہا تو اس کی نماز جائز نہیں۔ اور اگر فوراً چھپا لیا یا مقدار رکن سے پہلے

ذمہ لیا تو نماز جائز ہے۔ (فتاویٰ مالگیری: ج ۱ ص ۵۸، فتاویٰ شامی: ج ۲ ص ۱۰۰)
 [سوال ۵۹] اگر عورت کھڑے ہو کر نماز پڑھتی ہے تو ستر کا اتنا حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جس سے نماز قاسد ہو جاتی ہے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھتی ہے تو قیام جو کہ فرض ہے وہ چھوٹ جاتا ہے۔ وہ عورت کیا کرے؟

[جواب] عورت بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (فتاویٰ مالگیری: ج ۱ ص ۵۹)
 [سوال ۶۰] ایک آدمی نے نماز پڑھی اس کی جیب میں اٹھ اٹھا نماز سے فارغ ہو کر اٹھ کر کوڑا توڑا تو اٹھ سے خون یا مرا ہوا بچہ نکلا۔ نماز جائز ہے یا نہیں؟ ایک آدمی کے پاس بونٹل میں بیٹا تھا اس نے اسی حالت میں نماز پڑھ لی نماز جائز ہے یا ناجائز؟
 [جواب] پہلی صورت میں نماز جائز ہے کہ جب تک نجاست اپنے محل میں ہو اس کا اعتبار نہیں ہوتا اور دوسری صورت میں نماز جائز نہیں ہے کہ نجاست اٹھا کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔
 (فتاویٰ مالگیری: ج ۱ ص ۶۲)

[سوال ۶۱] کتنے کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے؟
 [جواب] مرد کیلئے تین کپڑوں میں نماز پڑھنا مستحب ہے ۱۔ قمیص۔ ۲۔ تہبند (یا شلوار)۔ ۳۔ پگڑی (یا ٹوپی)۔ عورت کیلئے بھی تین کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔ قمیص۔ تہبند (یا شلوار)، اوڑھنی۔

[سوال ۶۲] کیا رسول اللہ ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی نے کپڑا ہوتے ہوئے جان بچھ کر فرض نماز نیکے سر پڑھی ہے؟

[جواب] ان حضرات میں سے کسی نے بھی کپڑا ہوتے ہوئے فرض نماز نیکے سر نہیں پڑھی۔

[سوال ۶۳] کیا کپڑا ہوتے ہوئے نیکے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا سنت؟

[جواب] کپڑا ہوتے ہوئے نیکے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(المعراج: ج ۱ ص ۲۶۹، فتاویٰ مالگیری: ج ۱ ص ۱۰۶)

﴿فرقہ اہل حدیث (منکرین فقہ) اپنے مسائل کو

قرآن وحدیث کے صریح دلائل سے ثابت کرے﴾

﴿۱﴾ عرف الجادی ص ۲۲ مؤلفہ نواب نور الحسن خان میں ہے ”ہر کہ چیزے از عورتوں در نماز نمایاں شد یا در جملہ ناپاک نماز گزار و نماز صحیح ست۔“

سڑکا کوئی حصہ نماز میں کھلا ہو یا ناپاک کپڑے میں نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

﴿۲﴾ بدورالابلہ ص ۳۸ (مؤلفہ نواب صدیق خاں) میں ہے۔ پس مصلیٰ با نجاست بدن آثم ست و نماز باطل نیست، چنانچہ اولہ مسجد دال بر وجوب ستر عورت در نماز و در جزآن ست نہ بشرط طہ۔ ناپاک بدن کے ساتھ نماز پڑھنے والا نمازی گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز باطل نہیں اس طرح صحیح اولہ سے ثابت ہے کہ سڑکا ڈھانچا نماز میں واجب ہے لیکن نماز کی صحت کیلئے شرط نہیں (لہذا برہندہ بدن نماز صحیح ہے)

﴿۳﴾ واما آنکہ نماز زن اگرچہ تھمایا باز ناں یا باشوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم ست (بدورالابلہ: ص ۳۸)

بہر کیف یہ بات کہ ”اگر عورت تھمایا دوسری عورتوں یا شوہر یا دوسرے محرموں کے سامنے بالکل برہند ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں“ قائل تسلیم نہیں ہے۔

﴿۴﴾ و طہارت محمول ولبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما یفتی نیست

(بدورالابلہ: ص ۳۸ مؤلفہ نواب صدیق خاں)

نماز میں اٹھائی ہوئی چیز کی طہارت اسی طرح لباس کی طہارت کو صحت نماز کیلئے شرط

قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ (نجاست اٹھا کر یا نجس کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح ہے)

نوٹ: ان پانچ مسئلوں پر قرآن وحدیث کی پانچ صریح دلیلیں پیش کریں۔ بصورت دیگر

ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ
”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔۔۔۔۔۔“



نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی شرعی مقدار

مرد و عورت کے مسائل نماز میں فرق نہ کرنے والے فرقے کا مسلک اور اس کے مطابق ان کا عمل یہ ہے کہ قیام کی حالت میں ان کے مردوزن اپنی رانوں، گھٹنوں اور پٹلیوں کو اتنا کشادہ اور جدا کرتے ہیں کہ ان کے دونوں پاؤں کے درمیان دو بالشت سے اڑھائی بالشت تک فاصلہ ہو جاتا ہے، لیکن مردوزن ہر دو کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے اور شرعی اعتبار سے کئی خرابیوں پر مشتمل ہے، ہم زیر غور مسئلہ کے بارے میں پہلے احادیث مہارکہ پیش کرتے ہیں پھر ان کی تشریح کے سلسلہ میں پانچ امور قارئین کی خدمت میں عرض کریں گے جن سے اس مسئلہ کا ہر پہلو واضح ہو جائے گا اور منکرین فقہ کی طرف سے دیئے گئے دعوے اور مخالفے بھی دور ہو جائیں گے (انشاء اللہ العزیز)

حدیث نمبر ۱: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْ وَاصُفُوكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصفوف)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے کمال میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۲: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفُوصُ صُفُوفِكُمْ وَقَارِيُوزُ بَيْنَتِهَا وَخَادُوا

يَا آدَمُ اسْقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ غَلِي
الضَّغَبِ كَمَا نَهَا الْحَدَّثُ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصوف)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صوفوں کو ملاؤ اور صوفوں کے درمیان ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور گردنوں کو برابر کرو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں البتہ شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ تمہاری صوفوں کی خالی جگہوں سے کبریٰ کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۳: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْفُونَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَلَنَّا وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ يُحْمَوْنَ الصُّفُوفُ الْمُقَدَّمَةُ وَيَتَرَاوُونَ فِي الْعَصْرِ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصوف)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس طرح صوفیں کیوں نہیں بتاتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صوفیں بتاتے ہیں ہم نے عرض کیا فرشتے اپنے رب کے سامنے کیسے صوفیں بتاتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اگلی صوفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صوفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَقُولُ أَكْبَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَكْبِمُوا صُفُوفَكُمْ فَلَا قَا وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ صُفُوفُكُمْ أَوْ لَيُعَالِقَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ قَالَ قَرَأْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مِنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَتَهُ بِكَعْبَةِ صَاحِبِهِ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصوف)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رخ انور ہماری طرف کیا اور تین مرتبہ فرمایا اپنی صوفوں کو سیدھا کرو، اللہ کی قسم البتہ تم ضرور اپنی صوفوں کو سیدھا کرو گے یا

پھر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی مخالفت ڈال دے گا، نعمان بن بشیر کہتے ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ اور اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ ملاتا ہے۔

حدیث نمبر ۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُدُّوا أَلْعَلَّ وَكَبِتُوا بَأْيَدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوا أَمْرَ بَنَاتِ اللَّسْعَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَلاً وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَلاً قَطَعَهُ اللَّهُ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصفوف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں میں خالی جگہوں کو نہ کرو اور اپنے ہاتھوں کے آگے نرمی اختیار کرو اور صفوں میں شیطان کے لیے خالی جگہ مت چھوڑو، اور جو شخص صف کو ملائیگا (صف میں قائم رہ کر یا خالی جگہ کو نہ کر کے) اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ) ملائے گا اور جو شخص صف کو کاٹ دیکے (صف کو بلا عذر چھوڑ کر یا خالی جگہ کو چھوڑ کر) اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت و مغفرت سے) محروم کر دے گا۔

حدیث نمبر ۶: عَنْ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةِ إِلَى نَاحِيَةٍ يُمَسِّحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ لَا تَتَعَلَّفُوا فَتَتَخَلَّفَ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ هَرٌّ وَجَلٌّ وَمَلِيحَةٌ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ (سنن ابی داؤد: ج ۱ ص ۶۷، باب تسوية الصفوف)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف میں داخل ہوتے ایک کنارے سے دوسرے تک اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھ کے ساتھ برابر کرتے اور فرماتے صفوں میں آگے پیچھے نہ ہوا کرو کہ اس سے تمہارے دلوں میں فرق آجائے گا، نیز

فرماتے تھے کہ اگلی صلوٰۃ پر اللہ تعالیٰ پہلے رحمت نازل کرتے ہیں اور فرشتے بھی اگلی صلوٰۃ کے لیے پہلے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

تشریح احادیث:

مذکورہ بالا احادیث کے سمجھنے کے لیے پانچ امور کی وضاحت ضروری ہے ﴿مغنی﴾، پاؤں، گردن اور صلوٰۃ کے ملانے سے کیا مراد ہے؟ ﴿تسویہ صلوٰۃ﴾ سے کیا مراد ہے؟ ﴿تسویہ صلوٰۃ کا فائدہ کیا؟﴾، یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ ﴿نمازی کے پاؤں کے درمیان فاصلہ کتنا ہو؟﴾ پاؤں کے درمیان فاصلہ، نماز باجماعت اور انفرادی نماز میں ایک جیسا ہے یا فرق ہے؟ ﴿کیا پاؤں کے درمیان فاصلہ مرد و زن سب کے لیے ہے؟﴾

امراول:

حدیث نمبر ۳ میں صلوٰۃ کے اندر آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور حدیث نمبر ۴ میں کندھوں، گھٹنوں اور مٹھوں کو ملانے کا حکم ہے، یہاں پر تین لفظ استعمال ہوتے ہیں۔

﴿عواض، لغت میں اس کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملنا، جڑنا، چٹنا، ﴿الصاق﴾، الزاق، ان دونوں لفظوں کا لغت میں معنی ہے ملنا، چٹنا، لیکن ان احادیث میں یہ لغوی معنی ہرگز مراد نہیں کہ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ چٹ جاؤ، اور کندھوں کو کندھوں کے ساتھ، گھٹنوں کو گھٹنوں کے ساتھ، مٹھوں کو مٹھوں کے ساتھ ملا دو اور نہ نماز میں دھکم پیلی شروع ہو جائیگی اور نماز کا سکون ختم ہو جائیگا علاوہ ازیں اگر ایک آدمی کوتاہ قامت ہو دوسرا دراز قامت ہو تو یہ دونوں آپس میں گھٹنے اور کندھے ملائیں گے کیسے؟

اسی طرح اگر نمازی حضرات آپس میں مغنی ملانے کی کوشش کریں گے تو ہر نمازی کو دونوں پاؤں دائیں بائیں ٹیڑھے کرنے پڑیں گے کہ اس کے بغیر مغنی آپس میں نہیں مل سکتے تو وہ صف کیسی ہوگی جس میں ہر نمازی کے دونوں پاؤں باہر کی جانب ٹیڑھے ہوں

گئے۔ یہ صورت تو مغنوف والے مقصد کے بھی خلاف ہے کیونکہ تسویہ مغنوف سے مقصد ہے منوں کو خوبصورت بنانا اور ٹیڑھے پاؤں والی صف بری بھی معلوم ہوگی اور نماز میں سکون بھی ختم ہو جائیگا عملاً مشکل بھی ہے اور اس پر نہ کبھی عمل ہوا ہے نہ اب ہو رہا ہے اس لئے یہاں حقیقتاً ملانا اور چٹانا مراد نہیں۔

مکرمین فقہ نے اسی لفظ سے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے جبکہ وہ خود بھی غٹھے، گھٹنے اور کندھے نہیں ملا تے البتہ وہ پاؤں پھیلا کر انگلی کو انگلی کے ساتھ ملا تے ہیں حالانکہ حدیث میں انگلی کو انگلی کے ساتھ ملانے کا حکم نہیں ہے بلکہ ملانے سے ﴿یا قرب والا مجازی معنی مراد ہے یعنی منوں میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوا کرو کہ درمیان میں نمازی کی جگہ خالی نہ رہے اور نہ خالی جگہ نکل سکے اس طرح کندھا کندھے کے، گھٹنہ گھٹنے کے اور ٹخنہ ٹخنے کے قریب ہو۔ اسی طرح منوں کو جو ملانے کا حکم ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ منوں کو آپس میں ملا دو اور آپس میں چٹا دو ورنہ رکوع و سجود نہ ہو سکے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ منوں کے درمیان بقدر ضرورت کہ رکوع و سجود باسانی ہو سکے، اس سے زیادہ فاصلہ اور دوری نہ رکھو، منوں کے ملانے سے مراد یہی ہے، اسی طرح ٹخنوں کو ملانے سے بھی قرب والا معنی مراد ہے، یعنی ٹخنہ ٹخنے کے قریب ہو۔ ﴿یا الزاق وغیرہ سے محاذاة والا معنی مراد ہے یعنی ٹخنہ ٹخنے کے، گھٹنہ گھٹنے کے، کندھا کندھے کے اور گردن گردن کے برابر اور سیدھ میں ہونہ کورہ بالامفہوم و مراد کی تائیدات ملاحظہ کیجئے۔

تائیدات:

① أَمْرُ امَّةٍ نَوْحَانَ الْأَوَّلَى أَنْ يَكُونَنَّ بِهَا سَدُّ الْعَلَلِي بِأَنْ لَا يَتَلَقَى بَيْنَ الرَّجُلِ وَصَاحِبِهِ فَرْجَةً هَلْدِهِ مَشْرُوعَةً وَمَرَامَةً هَلْدِيَّةً تَتَعَبُ الْمُصَلِّينَ لَهْلِهِمْ مُؤَذِّنَةً وَلَيْسَتْ هِيَ الَّتِي أَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ إِنْذَاءَ النَّاسِ وَخَاصَّةً فِي الصَّلَاةِ أَمْرٌ غَيْرُ مَرْغُوبٍ فِيهِ بَلْ

نَهَى عَنْهُ لَهْلِهِمْ مَرَاصَةً وَأَمَّا قَوْلُهُ قَارِبُوا بَيْنَهَا لِمَعْنَى أَنْ يَقْرُبَ
الصَّغْفُ الثَّانِي مِنَ الصَّغْفِ الْأَوَّلِ وَالثَّالِثُ مِنَ الثَّانِي

(الشرح المحقق علی بلوغ المرام: ج ۳ ص ۲۳۵)

ترجمہ: صف میں ایک دوسرے کیساتھ ملنے کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس طرح ملنا کہ اس کے ساتھ دو نمازیوں کے درمیان خالی جگہ نہ ہو جائے۔ یعنی آدمی اور اس کے ساتھی کے درمیان خالی جگہ باقی نہ رہے یہ قسم مشروع ہے دوسری قسم یہ ہے اس طرح ملنا جو نمازیوں کو تھکا دے اور مشقت میں ڈال دے اس کا نبی کریم ﷺ نے حکم نہیں دیا کیونکہ لوگوں کو تکلیف دینا خصوصاً نماز میں کوئی پسندیدہ کام نہیں بلکہ ممنوع ہے یہ تو صفوں کے اندر نمازیوں کے ملنے کی وضاحت ہے رہا یہ حکم کہ صفوں کو قریب کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسری صف، صف اول کے، اور تیسری صف، صف ثانی کے قریب ہو۔

⑦ محمد بن صالح العثیمین لکھتے ہیں۔

لَيْسَ الْمُرَادُ بِالْمُرَاَصَةِ الْمُرَاَصَةُ الَّتِي تُشَوِّشُ عَلَى الْآخَرِينَ وَأَمَّا
الْمُرَادُ مِنْهَا أَنْ لَا يَكُونَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فُرْجَةٌ ،

(شرح رياض الصالحين: ج ۱ ص ۱۲۳۸)

ترجمہ: ملنے سے ایسا ملنا مراد نہیں جو دوسروں کو پریشان کر دے صرف اس قدر ملنا مراد ہے کہ دو نمازیوں کے درمیان دوسرے نمازی کی جگہ خالی نہ رہے۔
⑧ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْحَافِظُ الْمُرَادُ بِذَلِكَ الْمَبَالِغَةُ فِي تَعْدِيلِ الصَّغْفِ وَسَيِّئِ عَلَيْهِ
قُلْتُ وَهُوَ مُرَادُهُ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْ أَنْ لَا يَتْرُكَ فِي الْبَيْنِ فُرْجَةً
تَمَسُّ فِيهَا قَالَتَا (فيض الباری: ج ۱ ص ۲۳۶)

ترجمہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کندھے کو کندھے کے ساتھ اور

قدم کو قدم کے ساتھ ملانے سے مراد ہے صف کو برابر کرنے میں اور خالی جگہوں کو پر کرنے میں مبالغہ کرنا۔ (حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں فقہاء اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک بھی یہی مراد ہے یعنی درمیان میں اتنی جگہ خالی نہ چھوڑی جائے جس میں تیسرا نمازی آسکتا ہو۔

⑤ علامہ عبدالحسن عباد لکھتے ہیں اپنے لفظ کو اپنے ساتھی کے لفظ کے ساتھ ملانے سے مراد یہ ہے
 اَنْ كُلِّ وَاحِدٍ يَقْرُبُ مِنْ صَاحِبِهِ حَتَّى يَلْتَصِقَ بِهِ وَحَتَّى يَكُونَ مُتَعَصِّلًا
 بِهِ فَلَا يَكُونُ بَيْنَ شَخْصَيْنِ وَآخَرُ كَجَوْفَةٍ وَآلَمَا يَكُونُ الْمُصْفُوفُ مُعْرَاضَةً
 وَمُتَقَارِبَةً وَيَتَّصِلُ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ

(شرح سنن ابی داؤد و عبدالحسن عباد: ج ۳ ص ۲۲)

ترجمہ: یعنی ہر ایک اپنے ساتھی کے قریب ہو کر کھڑا ہوتا کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوں، پس دونوں کے درمیان خالی جگہ نہ ہو اور صفیں بھی متصل اور قریب ہوں۔
 ⑥ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

وَمَا رَوَى أَنَّهُمْ أَلْصَقُوا الْكِعَابَ بِالْكِعَابِ أَوْ يَدٌ بِهِ الْجَمَاعَةُ أَيْ قَامَ
 كُلُّ وَاحِدٍ بِجَانِبِ الْآخَرِ (رد المحتار: ج ۲ ص ۶۲ بحث القیام)

ترجمہ: اور جو یہ نقل کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام ٹخنوں کو ٹخنوں کے ساتھ ملاتے تھے اس میں ان کی جماعت کی کیفیت بتانا مقصود ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قریب کھڑا ہوتا تھا۔
 ⑦ محدث و فقیہ امام محمد عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَوْلُهُ وَالصَّاقُ كَعَبِيْهِ أَيْ حَالَةَ الرُّكُوعِ قَالَ الشَّيْخُ الرَّحْمَنِیُّ مَعَ بَقَاءِ
 تَفْرِيجِ صَابِنِ الْقَدَمَيْنِ قُلْتُ لَعَلَّهُ أَرَادَ مِنَ الْإِلْصَاقِ الْمُحَادَاةَ وَذَلِكَ بِأَنْ
 يُعَادَى كُلٌّ مِنْ كَعَبِيْهِ الْآخَرَ فَلَا يَتَقَدَّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ

ترجمہ: صاحب در مختار کا قول کہ رکوع کی حالت میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا اس کی

وضاحت میں شیخ رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اپنے دونوں ٹخنوں کو ملائے لیکن دونوں قدموں کے درمیان کشادگی باقی رکھے۔

میں کہتا ہوں (یعنی علامہ محمد عابد مدنی فرماتے ہیں) شاید صاحب درمیان کی مراد یہ ہے کہ اپنے دونوں ٹخنوں کو اس طرح برابر کرے کہ دونوں ٹخنے ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں (طوابع الانوار شرح الدر المنثور بحوالہ السعایہ: ج ۲ ص ۱۸۰) پس جیسے حالت رکوع میں الصاق الکعبین سے محاذ اذان والامتی مراد ہے اسی طرح حالت قیام میں بھی الصاق کا یہی معنی ہے اور قرب ومحاذ اذان میں کوئی تضاد نہیں، لہذا پاؤں قریب بھی ہوں اور برابر بھی ہوں سنت یکساں ہے۔ (حاشیہ ترمذی: ص ۵۹، طبع ایچ ایم سعید، کراچی)

ضروری تنبیہ:

جیسا کہ قیام ورکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانے، نیز قیام میں اپنے ٹخنہ کو ساتھ والے نمازی کے ٹخنہ کے ساتھ ملانے سے قریب اور برابر کرنا مراد ہے اسی طرح ایوداذ کی ایک حدیث میں ہے وَتُكَبِّرُهُمْ فَكَبَّرْنَاهُ (اور چاہئے کہ آدمی سجدہ میں اپنی رانوں کو ملائے) اس سے بھی رانوں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے عورت کی طرح تو رک کر کے ران کو ران کے اوپر نہ رکھے اور نہ ٹیلہ اٹھا کرے، بلکہ دونوں کو برابر رکھے، اور سنن بیہقی کی ایک روایت میں ہے ”(سجدہ میں اپنی ایڑیوں کو ملائے) اس سے بھی ایڑیوں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام، رکوع، سجدہ میں اپنے قدم، گھٹنے، رانیں، کندھے بھی قریب اور برابر رکھے اور ایسے ہی اپنے قریب والے نمازی کے ساتھ بھی قدم، گھٹنے، کندھے اور گردن قریب اور برابر رکھے، ان جگہوں میں ہرچیز ملانا اور چپکانا مراد نہیں ہے۔

عارس عربیہ میں عربی کی پہلی کلاس کے بچوں کو شرح ماہی عامل میں پڑھایا جاتا ہے اَلْبَاءُ لِلْأَصْنَافِ (عربی لغت میں باء کا معنی ہے ملانا) یعنی باء و چیزوں کے درمیان آکر اس مفہوم کو ادا کرتی ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ ملی ہوئی ہے جیسے مَسْرُوتٌ بِمَنْزِلِهِ (میں زید کے

ساتھ گزرا) یعنی میرا گزرتا زید کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں جب زید کے پاس سے گزرا تو اپنے بدن کو زید کے بدن کے ساتھ ملا کر پھر آگے گزرا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں زید کے قریب سے گزرا۔ پس جیسے اس جگہ الصاق سے قرب والا معنی مراد ہے اسی طرح مذکورہ بالا احادیث میں بھی الصاق سے قرب والا معنی مراد ہے۔

مذکورہ بالا تائیدی عبارات سے پتہ چلا کہ کندھوں، گھٹنوں، فٹنوں اور قدموں کے ملانے سے قرب و محاذ الا والا معنی مراد ہے بالکل آپس میں ملا دینا مراد نہیں جب کہ غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ مذکورہ بالا سب الفاظ میں ملانے کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی فٹنوں، گھٹنوں اور کندھوں کو آپس میں جھپٹا ملانا اور ساتھ لگانا، حالانکہ غیر مقلدین کا اپنے اس نظریہ اور اپنی اس رائے پر کہیں پر بھی عمل نہیں ہے۔ وہ فٹنوں کو گھٹنوں کے ساتھ، گھٹنوں کو کندھوں کے ساتھ اور کندھوں کو کندھوں کے ساتھ ملا کر نہیں کھڑے ہوتے اور نہ ہی اس طرح کھڑے ہو سکتے ہیں۔ مذہب ایسا ہونا چاہیے تاکہ جس پر خود اہل مذہب بھی عمل نہ کرتے ہوں اور نہ کر سکتے ہوں۔ یہ مذہب انہیں کو مبارک ہم ایسے مذہب سے بیزار اور بری۔

۔ نہ دلاسا، نہ تسلی نہ وفا

دوستی اس بت بدخو سے بھانئیں کیونکر

امرو دوم: (تشریح منقول میں چار چیزوں کا اعتبار ہے اور تشریح منقول کا فائدہ)

تشریح منقول کا لغت میں معنی ہے منوں کو برابر کرنا اور منوں کو خوبصورت بنانا یہ چار

چیزوں پر موقوف ہے۔

① صف میں قریب قریب کھڑا ہونا۔

② فٹنوں، قدموں، کندھوں اور گردنوں کو برابر کرنا۔

③ اگلی منوں کو پورا کرنا۔

④ صف میں کھڑا رہنا اور بلاوجہ اور بلاعذر صف کو چھوڑ کر درمیان میں فاصلہ پیدا نہ کرنا،

نماز کی صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ آپس میں دل بھی سیدھے رہیں گے اور اگر مغپیں ٹیڑھی ہوں گی تو آپس میں دل بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اور صفوں کو سیدھا کرنا امام کی ذمہ داری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی صفوں کو سیدھا کرتے تھے۔

تائیدات:

① وَالْعُسُوبَةُ تَقَعُ عَلَى الْمُحَاذَاةِ حَتَّى يَكُونَ الصَّفُّ مُسْتَقِيمًا لَا عِوَجَ فِيهِ لِحَدِيثِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَعَلَى التَّرَاقُصِ وَالتَّقَارُبِ فِي الصَّفِّ وَاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ لِأَوَّلِ لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَمِنْ الْعُسُوبَةِ أَيْضًا وَضَلَّ الصَّفِّ الْمُنْقَطِعُ لِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ

(تائیس الاحکام: ج ۱ ص ۱۰۸)

ترجمہ: اور تسویہ صفوف ان چار امور سے پیدا ہوتا ہے ① محاذاتہ، یعنی نمازیوں کا برابر ہونا تاکہ صف سیدھی ہو اور اس میں کجی نہ ہو جیسا کہ ثعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ہے ② تقارب یعنی صف میں نمازیوں کا قریب قریب ہونا ③ اگلی صفوں کو پورا کرنا جیسا کہ جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے ④ اگر کوئی نمازی صف کو چھوڑ جائے تو اس کو کھل کرنا۔ اس کی دلیل حضرت ابن عمر کی حدیث ہے۔

② وَتُسَوِّبَةُ الصُّفُوفِ مَعْنَاهُ مَحَاذَاةُ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ وَحَدْمُ تَقْلِيمِ أَحَدِهِمْ عَلَى أَحَدٍ لِقَوْلِهِ فِي الصُّفُوفِ بِأَمْرِ أَوَّلِهَا الْعُسُوبَةُ بِحَيْثُ يَكُونُ كُلُّ وَاحِدٍ مَحَاذِيًا لِلْآخَرِ الْأَمْرُ الثَّانِي سَدُّ الْخَلَلِ وَهُوَ أَنْ يَتَرَاَصَوْا فِي الصَّفِّ فَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمْ خَلَلٌ وَلَا فَرَجٌ بَلْ يَحْرُصُونَ عَلَى سَلْبِهَا الْأَمْرُ الثَّالِثُ أَنْ يُعْمُوا الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ

(شرح ممد الاحکام: ج ۱ ص ۱۲)

ترجمہ: تسویہ کا معنی ہے آپس میں برابر ہونا ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے آگے نہ

ہو پس منوں کے بارے میں مختلف امور کا حکم دیا گیا ہے ﴿سب نمازی صف میں ایک دوسرے کے برابر ہوں آگے پیچھے کوئی بھی نہ ہو﴾ صف کے درمیان خالی جگہوں کو پر کرنا اس کا طریقہ یہ ہے کہ صف میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوں حتیٰ کہ ان کے درمیان کوئی خالی جگہ نہ ہو بلکہ خالی جگہ کے بند کرنے کے حریص ہوں ﴿اگلی منوں کو پورا کریں۔

امور ثانیہ: (پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار؟)

نمازی کے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقہ حنفی میں چار انگشت فقہ شافعی میں ایک باشت جبکہ بعض شافعیہ نے چار انگشت اور ایک باشت دونوں لکھے ہیں، یعنی چار انگشت سے ایک باشت تک فاصلہ کی حد ہے۔ فقہ مالکی اور فقہ حنبلی میں درمیان فاصلہ یا طبعی حالت کے مطابق فاصلہ لکھا ہے جو ایک باشت ہی بنتا ہے دراصل فقہ حنفی میں چار انگشت کا فاصلہ جو لکھا ہے یہ فاصلہ کی کم سے کم مقدار ہے اس سے کم نہ ہو باقی تین ٹھوس کے مطابق ایک باشت یہ فاصلہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار ہے اس سے زیادہ نہ ہو پس چار ٹھوس اور فقہاء اربعہ کی رائے و تحقیق کے مطابق ہر نمازی کے دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار چار انگشت سے ایک باشت تک ہے نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ ہو۔

﴿تائید از فقہ حنفی﴾

﴿وَيُكْفَىٰ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ كَتَمَيْهِ أَرْبَعُ أَصَابِعٍ فَيُقَامُ﴾

(فتاویٰ مالگیری: ج ۱ ص ۷۳، الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ..... الخ)

ترجمہ: مناسب یہ ہے کہ نمازی کے دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام چار انگشت کا فاصلہ ہو۔

﴿بَعَثَ الْقِيَامَ وَيُكْفَىٰ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ الْيَدِ لِأَنَّهُ اقْرَبُ إِلَى

الْعُشُوع (رد المحتار: ج ۲ ص ۱۶۳)

ترجمہ: اور مناسب یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بحالت قیام ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ ہو کیونکہ یہ شروع کے زیادہ قریب ہے۔

﴿عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ صَفَّ الْقَدَمَيْنِ مِنَ السَّنَةِ وَعَنْ هَذَا قَالَ أَصْحَابُنَا يُسْتَحَبُّ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فِي الْقِيَامِ قَدْرُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ يَكْفِي لَأَنَّ هَذَا الْقُرْبَ لِلْعُشُوعِ﴾ (شرح ابی داؤد للحنی: ج ۳ ص ۳۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زہیرؓ فرماتے ہیں دونوں قدموں کی صف بنانا سنت ہے اسی وجہ سے ہمارے حنفی دوستوں نے کہا ہے نمازی کیلئے مستحب ہے کہ قیام میں اس کے دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کی مقدار کا فاصلہ ہو کیونکہ یہ شروع کے زیادہ قریب ہے (یعنی جیسے منوں کے متعلق حکم ہے ان کو برابر اور قریب بنانے کا اس طرح صف القدمین کے عنوان کا تقاضہ ہے کہ ہر نمازی کے اپنے دونوں قدم برابر اور قریب ہوں یعنی دونوں قدموں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہو)

﴿نور الایضاح: ص ۴۶﴾ مراقی الفلاح: ص ۱۳۲ ﴿حاشیہ المطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص ۱۷۵﴾ تبیین الحقائق: ج ۱ ص ۲۹۷ ﴿فتح القدیر: ج ۱ ص ۳۵۸﴾ فقہ العبادات حنفی: ج ۱ ص ۸۷ ﴿السعائی فی کشف مانی شرح الوقایہ: ج ۲ ص ۱۸۱﴾

﴿تائید از فقہ شافعی﴾

① ② ﴿وَيُسَنُّ أَنْ يَفْرُقَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ بِشِبْرِ إِمَامٍ الطَّالِبِينَ: ج ۱ ص ۱۳۵ / حاشیہ الجمل: ج ۳ ص ۲۴۷﴾

ترجمہ: اور اپنے دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ کرنا مستنون ہے۔
﴿وَلَذَبَ التَّفَرُّقُ بَيْنَهُمَا أَيْ يَأْتِيهِمَا أَصَابِعٌ..... أَوْ بِشْبْرِ﴾
(اسنی المطالب شرح روض الطالب: ج ۲ ص ۳۴۵)

ترجمہ: اور دونوں قدموں کے درمیان کا فاصلہ چار انگشت یا ایک بالشت کے برابر مستحب ہے

⑤⑥⑦- وَنَسْنُ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ قَلَمَيْهِ بِشَيْءٍ عِلَاقًا يَقُولُ الْأَنْوَارُ بِأَنَّهُ
(تجۃ المحتاج فی شرح المنہاج: ج ۵ ص ۳۲۱/ حاشیہ المنہج: ج ۲ ص ۲۹۷
/ خلاصۃ المحتاج: ج ۳ ص ۸۵)

ترجمہ: اور دونوں قدموں کے درمیان ایک بالشت کے برابر فاصلہ کرنا مسنون ہے جب کہ صاحب الانوار نے چار گشت کا قول کیا ہے۔
⑧- وَنَسْنُ لِمُصَلِّيٍّ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ قَلَمَيْهِ فِي قِيَامِهِ وَرُكُوعِهِ وَاجْتِهَادِهِ
وَسُجُودِهِ تَفَرُّقًا وَنَسْنُ بِأَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا قَدْرُ شِبْرٍ
(شرح ابن رسلان شرح کتاب غایۃ البیان: ج ۱ ص ۱۹۱)

ترجمہ: اور نماز کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں قدموں کے درمیان قیام، رکوع، قوما اور سجود میں درمیان فاصلہ کرے جو ایک بالشت کی مقدار ہے۔
فائدہ ۵: اس سے معلوم ہوا کہ دونوں قدموں کے درمیان درمیان فاصلہ سنت ہے اور درمیان فاصلہ کی مقدار ایک بالشت ہے۔

⑨- وَسَيَلُ (عَنِ ابْنِ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيِّ الشَّافِعِيِّ) بِمَا صَوَّرَكَ مَا الْحُكْمُ فِيمَا لَوْ
تَحَرَّكَ فِي الصَّلَاةِ حَرَكَتَيْنِ مُتَوَاتِرَتَيْنِ ثُمَّ أَرَادَ حَرَكََةً لِشَيْءٍ مَسْنُونٍ فِي
الصَّلَاةِ كَأَنْ رَأَى بَيْنَ قَلَمَيْهِ أَكْثَرَ مِنْ شِبْرٍ وَأَرَادَ تَفَرُّقَهُمَا أَوْ رَأَاهُمَا زَالِغَتَيْنِ
عَنْ يَسْمِيتِ الْقِبْلَةَ وَأَرَادَ تَوَجُّهَهُمَا لِمَا جَابَ بِقَوْلِهِ قَدْ صَرَّحُوا بِأَنْ تَصِفُفِي
الْمَوَاقِفَ فِي الصَّلَاةِ وَدَفَعَ الْمُصَلِّيُّ لِلْمَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ
مَرَاتِبِ مُتَوَاتِرَةٍ مَعَ كَوْنِهِمَا مَنذُوبَتَيْنِ فَيُؤْخَذُ مِنْهُ الْبُطْلَانُ فِيمَا لَوْ تَحَرَّكَ
حَرَكَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ عَقِبَهُمَا بِحَرَكَةٍ أُخْرَى مَسْنُونَةٍ وَهُوَ ظَاهِرٌ
(الفتاویٰ القلمیہ الکبریٰ: ج ۱ ص ۱۶۶)

ترجمہ: علامہ ابن حجر ہیتمی کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ ذیل فتویٰ پوچھا گیا،

اس آدمی کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے نماز میں لگا تار دو دفعہ حرکت کی پھر اس کا ارادہ ہے کہ کسی مسنون چیز کے لیے نماز میں ایک اور حرکت کرے جیسے اس نے دیکھا کہ اس کے قدم کے درمیان فاصلہ ایک بالشت سے زیادہ ہے (جب کہ سنت ایک بالشت ہے) اب اس کا ارادہ ہوا کہ حرکت کر کے دونوں پاؤں کو قریب کرے، یا اس نے دیکھا کہ دونوں قدم قبلہ رخ سے پھرے ہوئے ہیں اور اس کا ارادہ ہے کہ پاؤں کو حرکت دے کر قبلہ رخ کر لے، علامہ ابن حجر نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ صراحۃً لکھا ہے کہ لگا تار تین دفعہ عورت کا ہاتھ پر ہاتھ مار کر نماز میں امام کو لقمہ دینا نیز نمازی کے آگے گزرنے والے کو تین دفعہ لگا تار دھکا دینا جائز نہیں حالانکہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر عورت کا لقمہ دینا اور نمازی کے آگے گزرنے والے کو روکنا یہ دونوں کام مستحب ہیں لیکن اس کے باوجود لگا تار تین دفعہ ایسا کرنا جائز نہیں اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اسی طرح ایک بالشت کے برابر پاؤں کے درمیان فاصلہ سنت ہے پاؤں کا قبلہ رخ ہونا بھی سنت ہے اس کے باوجود سنت کی خاطر لگا تار تین مرتبہ حرکت کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پاؤں کے درمیان ایک بالشت فاصلہ سنت ہے اس سے زیادہ ہو تو خلاف سنت ہے۔

﴿تائید از فقہ مالکی﴾

﴿يُنْذَرُ تَفْرِجُ الْقَدَمَيْنِ بِأَنْ يَكُونَ الْمُصَلِّيُ بِحَالِهِ مَوْثِقَةً فِي الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَلَا يَقَرُّ جُوهَهُمَا كَقِيَامِ (فتا العبادات مالکی: ج ۱ ص ۱۶۱)﴾
ترجمہ: دونوں قدموں کو قیام میں درمیانی حالت کے ساتھ کشادہ کرنا مستحب ہے یعنی دونوں قدموں کو نہ زیادہ ملائے اور نہ زیادہ کشادہ کرے۔

﴿فَمِنْ إِنْ الظَّاهِرَ أَنَّ تَوْصِيَهُمَا عَلَى عِلاَقِ الْمُعْتَادِ كَقِيَامِهِمَا كَبُكْرَةٍ (شرح غلیل للحرثی: ج ۳ ص ۲۵۵)﴾

ترجمہ: پھر ظاہر یہ ہے کہ معتاد طریقہ سے زیادہ قدموں کو کشادہ کرنا ان کو ملا دینے کی

طرح ہے اس لیے یہ مکروہ ہے۔

﴿ وَكُورَةٌ مَّذْمُومَةٌ عَلَى الْغُرَى لِأَنَّهُ هَبْتُ وَأَقْرَأْتُهُمَا أَيْ حَسَمَ الرَّجُلَيْنِ مَعًا كَالْمَقِيدِ ﴾ (بخاری: ج ۲ ص ۹۶)

ترجمہ: ایک قدم کا دوسرے قدم کے اوپر رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بے فائدہ اور بے ہودہ کام ہے نیز بیڑیاں لگائے ہوئے کی طرح دونوں قدموں کو ملا نا اور اکٹھا کرنا بھی مکروہ ہے۔

﴿ قَالَ عِيَاضُ بِعَيْنِي لَا يَقْرَأُ لَهُمَا وَيَعْتَمِدُ عَلَيْهِمَا مَعًا بَلْ يَقْرَأُ بَيْنَهُمَا وَيَعْتَمِدُ أَحْيَانًا عَلَى هِلْمٍ وَأَحْيَانًا عَلَى هِلْمٍ وَأَحْيَانًا عَلَيْهِمَا وَهُوَ مَعْنَى يَرْوَحُ ﴾ (مواعظ الجلیل لشرح مختصر الجلیل: ج ۲ ص ۲۶۳)

ترجمہ: قاضی عیاض نے کہا ہے یعنی دونوں قدموں کو نہ ملائے اور نہ ان دونوں پر لگا تار سہارا کرے، بلکہ دونوں قدموں کے درمیان قاصلہ کرے اور کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر اور کبھی ان دونوں پر سہارا کرے اور پاؤں کو آرام دینے کا بھی مطلب ہے۔

﴿ تائید از فقہ حنبلی ﴾

① كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُفَرِّجُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَلَا يَتَمَسَّ أَحَدَاهُمَا بِالْأُخْرَى وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ لَا يَقَارِبُ وَلَا يَتَأَمِدُّ (المعنى لابن قدامة: ج ۳ ص ۱۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے قدموں کے درمیان نہ زیادہ کشادگی کرتے اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ لگاتے بلکہ ان دونوں کے درمیان والی حالت کو اختیار کرتے یعنی اپنے دونوں پاؤں کو نہ ایک دوسرے کے زیادہ قریب کرتے اور نہ ایک دوسرے سے زیادہ دور کرتے۔

② رَابِعًا تَفْرِقُهُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَالْقَاعِدَةُ هُنَا أَنَّ الْهَيْئَاتِ فِي الصَّلَاةِ تَكُونُ عَلَى مُتَقَطِّسِ الْعُطْبِيَّةِ وَلَا تَتَخَالَفُ الْعُطْبِيَّةُ إِلَّا مَا ذَلَّ النَّصُّ عَلَيْهِ وَالْوُقُوفُ الْعُطْبِيَّةُ أَنْ يُفَرِّجَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ لَكَذَا الْكَ فِي الصَّلَاةِ لَمَّا كَانَ عَلَى غَيْرِ وَفِي الْعُطْبِيَّةِ يُحْتَاجُ إِلَى

ذیل (القول الرابع مع الدلیل: ج ۲ ص ۸۵)

ترجمہ: چوتھی سنت اپنے دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کرنا اور فاصلہ کرنے کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ نماز کی کیفیات طبیعت کے مقتضی کے مطابق ہوتی ہیں اور طبیعتا سے خلاف وہی کیفیت ہوگی جو مستقل نص سے ثابت ہو، قیام کی حالت میں طبیعتا ضایہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان کشادگی ہو پس نماز میں بھی بحالت قیام طبیعتا سے کے مطابق قدموں کے درمیان کشادگی اور فاصلہ ہونا چاہئے، پس نماز کی جو کیفیت بھی غیر طبیعتا ہے وہ دلیل کی محتاج ہے (انسان کا قیام کی حالت میں طبیعتا ضایہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بلا تکلف معتدل درجہ کا فاصلہ ہو اور اگر کوئی شخص تکلف کر کے غیر طبیعتا اور غیر فطری طریقہ کے مطابق پاؤں ملائے یا حد احتمال سے زیادہ پھیلائے تو پاؤں کے اس غیر طبیعتا ملائے یا پھیلائے پر کتاب و سنت سے کوئی صریح اور واضح دلیل پیش کرنی چاہیے)

﴿قَالَ الْاَوَّلُ مَا رَأَيْتُ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يُصَلِّيُ وَقَدْ فَرَجَ بَيْنَ قَدَمَيْهِ هَذَا هُوَ الْاَوَّلُ لِأَنَّهُ قَبْلَ هَذَا الْفِعْلِ يَجْعَلُ الْقَدَمَيْنِ عَلَى طَبِيعَتِهِمَا وَحَيْثُ لَمْ يَزِدْ نَصٌ فِي قَدَمَيْهِ حَالِ الْقِيَامِ فَإِنَّهُ يَتَّبِعُهُمَا عَلَى الطَّبِيعَةِ﴾
(شرح زاد المستقنع للحماد: ج ۵ ص ۱۵۰)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل کے شاگرد اثرم کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد بن حنبل) کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور انہوں نے اپنے قدموں کے درمیان کشادگی کی ہوئی ہے، اور بھر طریقہ یہی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے قدموں کو ان کی طبیعتی حالت پر کرے اور چونکہ قیام میں پاؤں کے درمیان کی کیفیت کے بارے کوئی نص موجود نہیں اس لئے ان کو طبیعتی حالت پر باقی رکھے۔

﴿كَانَ ابْنُ عَمْرٍو لَا يَفْرَجُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ وَلَا يَمْسُ أَحَدُهُمَا الْأُخْرَى وَلَكِنْ بَيْنَ ذَٰلِكَ﴾
(الکافی: ج ۲ ص ۲۸۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنے قدموں کے درمیان زیادہ فاصلہ بھی نہ کرتے

اور نہ ایک پاؤں کو دوسرے کے ساتھ لگاتے بلکہ ان کے درمیان کی کیفیت کو اختیار کرتے۔

⑤ وَتَغْفِرُ بَيْنَهُمْ فَكَيْفَ يَمْسُرُوا (کشاف القناع: ج ۱ ص ۱۴۵)

ترجمہ: اور دونوں پاؤں کے درمیان قہوراً فاصلہ کرنا مستحب ہے۔

⑥ الاتقاع ج ۱ ص ۱۳۵ ⑦ الشرح الکبیر: ج ۱ ص ۶۰۰ ⑧ المغنی: ج ۳ ص ۱۲۰ ⑨ دلیل

المطالب لللیل المطالب: ج ۱ ص ۳۷ ⑩ شرح کتاب الصلوٰۃ من حمدة المطالب: ج ۱ ص ۲۰۹

⑪ شرح منہجی الارادات: ج ۱ ص ۴۵۵ ⑫ مختصر الانصاف: ج ۱ ص ۱۳۵ ⑬ مطالب اولی

النبی: ج ۳ ص ۸۳ ⑭ منار السبیل: ج ۱ ص ۹۲۔

فقہاء کی حدیث بھی اور فقہ و شمس لوگوں کی فقہاء پر طعنہ بازی کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔

۔ چلی شوخی نہ کچھ باد صبا کی

بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

﴿نماز میں پاؤں زیادہ پھیلانے کی مذمت﴾

اپنے پاؤں کو ایک بالشت سے زیادہ کشادہ کر کے ساتھ والے نمازی کے پاؤں کے ساتھ اپنے پاؤں ملانا خلاف سنت ہے اور اس میں شرعی لحاظ سے کئی خرابیاں ہیں ایک خرابی یہ ہے کہ نماز میں پاؤں زیادہ پھیلانے سے کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جاتا ہے حالانکہ پاؤں کی طرح کندھوں کو بھی ملانے کا حکم ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو تو سجدہ سے سرائٹا کر اسی طرح پاؤں پھیلانے کی کیفیت کے ساتھ بیٹھنا مشکل ہے اسلئے یہ لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جب کھڑے ہوتے ہیں تو پاؤں کو پھیلا دیتے ہیں جب سجدہ میں جاتے ہیں یا سجدہ سے اٹھ کر بیٹھتے ہیں تو پاؤں کو ملا لیتے ہیں یہ نماز کے سکون کے خلاف ہے چاہئے تو یہ کہ پاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھیں کہ قیام اور سجدہ و قعود کی حالت میں پاؤں کو پھیلانے اور ملانے والی حرکت نہ کرنی پڑے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ یہ لوگ دائیں بائیں اپنے پاؤں اسنے پھیلاتے ہیں کہ اگر وہ

پانچویں خرابی یہ ہے کہ اس کے ساتھ ملے نمازی کا خشوع و خضوع بیچ بچگی و ملال ختم ہو جاتا ہے، اسلئے متحد محققین اور اہل علم حضرات نے نماز میں زیادہ پاؤں پھیلانے کی مذمت اور تردید کی ہے۔ چھٹی خرابی یہ ہے کہ زیادہ پاؤں پھیل کر کھڑا ہونا تکبر کی علامت اور تکبرانہ حالت ہے، کسی باعزت جرائد انڈسٹر کے سامنے ذرا اس طرح ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے ہونے کا تجربہ کریں پہلے تو اس طرح کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوگی، اور اگر کھڑا ہو گیا تو پچھ چلنے پر فوراً ڈانٹ پڑ جائے گی۔

حواله نمبر ۱:

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُقَرِّجُونَ آيَاتِنَا وَلَهُمْ آلَافُ عَسَافٍ ۚ
يُلَاقِي أَحَدُهُمْ كُفَّةً يَفِي كُفَيْبٍ أَخِيهِ لَكِنَّهُمْ قَالُوا إِنَّا لَنَاسٌ بَقَرِجٌ مِّمَّنْ وَجَلَدُوا
وَهَذَا فِتْنَةٌ فَخَاطَبُوا مُعَاذَةَ لِّلنَّاسِ وَخَلَعُوا لَكِنَّ مَوَادَّ الصَّحَابَةِ إِلَهُهُمْ يَقَرِّضُونَ
حَتَّى أَنَّ الْإِنْسَانَ يُلَاقِي كُفَّةً بِكُفَيْبٍ صَاحِبِهِ وَلَمْ يَأْتِ فِي السِّقَاةِ إِلَهُهُمْ كَانُوا
يَقَرِّجُونَ آيَاتِنَا وَلَكِنَّ هَذَا مِنْ فِتْنَةِ الشَّيْطَانِ فَاتَّبَعُوا أَنَّهُ هُوَ الصَّوَابُ
فَصَارُوا مُفْتَعِلُونَ ذَلِكَ وَاجِبٌ أَنْ يُنَبِّهُوا عَلَى هَذَا أَنْ يُنَبِّهُوا أَنَّ هَذَا فِتْنَةٌ
خَاطَبُوا لِلنَّاسِ (الشرح المحقق على بلوغ المرام: ج ٣ ص ٢٣٥)

ترجمہ: یہ لوگ جو اپنے قدموں کو زیادہ کشادہ کرتے ہیں انہوں نے حدیث کو غلط سمجھا ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے قریب اور برابر کرتا لیکن ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسان اپنے پاؤں کے درمیان کشادگی کرے، یہ فہم غلط اور خلاف سنت ہے، صحابہ کرامؓ کی مراد ہے کہ صف میں نمازی مل کر کھڑے ہوں حتیٰ کہ ہر نمازی اپنے ٹخنہ کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ کے قریب اور برابر رکھے، اور حدیث میں یہ کہیں نہیں آتا کہ وہ اپنے قدموں کے درمیان خوب کشادگی کرتے تھے، ہاں بعض نوجوانوں نے یہ سمجھا اور نظریہ بنا لیا کہ یہی درست ہے، سو وہ اپنے اس فہم و نظر کی بنیاد پر خوب پاؤں پھیلاتے ہیں اور ان کو اس پر متنبہ کرنا لازم ہے کہ یہ فہم و نظریہ نص کے خلاف ہے۔

حوالہ نمبر ۲:

الْعَفْرِجُ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْمَفْتُوحُ عَلَيْهِ مَقْرَبًا (مئی ۱۹۹۷ء)

السُّؤَالُ: تَرَى بَعْضَ الْمُصَلِّينَ يُفَرِّجُونَ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ بِدَرْجَةٍ كَثِيرَةٍ وَإِذَا كَانُوا فِي جَمَاعَةٍ الصُّفُوفِ أَرْجُلُ بَعْضِهِمْ بَارِزًا لِبَعْضِ الْأُخَرِ لِتَتَّسِعَ الْمَسَافَةُ بَيْنَ قَدَمَيْ الْمُصَلِّي بِصُورَةٍ لَا يَتَوَقَّعُ لِلنَّظَرِ كَمَا رَأَى الْبَاقُونَ فِي ذَلِكَ

ملاحظہ فرمائیے ہم دیکھتے ہیں بعض نمازیوں کو کہ وہ اپنے قدموں کے درمیان بہت کشادگی کرتے ہیں اور جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ پاؤں اس طرح ملائے ہیں کہ نمازی کے دونوں قدموں میں فاصلہ کی حیرت انگیز صورت بن جاتی ہے اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الْجَوَابُ: إِذَا كَانَ الْإِنْسَانُ مُصَلِّيًا إِمَامًا أَوْ مُتَقَرِّدًا كَانَ مِنَ السُّنَّةِ الْأَيْضًا قَلَمُهُ عِنْدَ الْقِيَامِ فِي الصَّلَاةِ بَلْ يُفَرِّجُ بَيْنَهُمَا وَذَلِكَ بِاتِّفَاقِ الْأُئِمَّةِ أَنَّ الْمَسَافَةَ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ لَقَدَرَهَا الْحَنِيفَةُ بِأَرْبَعِ أَصَابِعٍ وَلَقَدَرَهَا الشَّافِعِيَّةُ بِثَلَاثٍ وَقَالَ الْمَالِكِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ بَلَدًا يَكُونُ الْعَفْرِجُ مَقْوُوسًا بِحَيْثُ لَا يَضُمُّ الْقَدَمَيْنِ وَلَا يُوسِّعُهُمَا كَثِيرًا حَتَّى يَغْفَى حَشَى عُرْفًا وَإِذَا كَانَ الْمُصَلِّي مَأْمُومًا فِي الصَّفِّ فَمِنَ السُّنَّةِ سَدُّ الْفَرْجِ وَتَرَاهُ الصُّفُوفُ وَجَاءَ فِي ذَلِكَ حَدِيثٌ رَوَاهُ

الْبُعَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَلْبِمَتِ الصَّلَاةَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... إِلَى قَوْلِهِ وَقَدِمَتْهُ بِقَدَمِهِ وَجَاءَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ وَابْنِ عُزَيْمَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَوْلُهُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مَنَابِلُ فِي مَنَكِبَيْهِ بِمَنَكِبِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَةٌ بِكَعْبِهِ وَالزَّاقِي أَوْ لَزَقِي الْمَنَاكِبِ بِعَمِّهِ بِسُهُولَةِ الزَّاقِي الْكُفُوبِ لَيْكِنْ لَوْ تَبَا عَدَّتِ الْمَنَاكِبُ اقْتَعَلَى الزَّاقِي الْكُفُوبِ التَّقْرِيجُ بَيْنَ الْقَدَمَيْنِ بِمَسَالِفٍ كَثِيرَةٍ تَعْفَا حُسْنَ عَرُفًا كَمَا يَقُولُ الْمَالِكِيُّ وَالْحَنَابِلَةُ وَتَزِيدُ عَلَى الْقَبْرِ كَمَا يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَعَلَى الْأَصَابِعِ الْأَرْبَعَةَ كَمَا يَقُولُ الْحَنَفِيُّ وَذَلِكَ مَكْرُوهٌ، وَلَقَدْ يَحْرُسُ بَعْضُ الْأَهْوَاسِ عَلَى الزَّاقِي الْكُفُوبِ عَلَى الرَّحْمِ مِنْ تَعْفَا حُسْنَ الْمَسَافَةِ بَيْنَ قَدَمَيْهِ فَهُوَ يُرِيدُ لِفَعْلٍ مَسْنًى لِيَقَعَ فِي مَكْرُوهٍ إِلَى جَانِبِ مُضَافٍ قَبْلَهُ لِمَنْ يَحْوَارُهُ الَّذِي يُحَاوِلُ ضَمَّ قَدَمَيْهِ لِكُنْهُ بِإِلَاحِقَةٍ وَيَقْرَجُ بَيْنَ قَدَمَيْهِ بِصُورَةٍ لَا فِجَةَ لِلنَّظَرَةِ قَدْ يَضَعُ رِجْلَهُ وَيَضِطُّ عَلَيْهَا وَمُضَابَقَةُ الْمُصَلِّي تُلْهِبُ عُشْوَةً أَوْ تَقْلِلُهَا وَالْإِسْلَامُ نَهَى عَنِ الضَّرَارِ، فَارْجُو الْعَنَةَ لِذَلِكَ إِبْقَاءً عَلَى الْمَوْدَةِ وَمُسَاعَدَةً عَلَى الْعُشْوَةِ فِي الصَّلَاةِ (قَادِي الْأَزْهَرِي ج ٩ ص ٨٦)

جواب اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں امام ہو یا مفرد اس کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ قیام میں اپنے قدموں کو نہ ملائے بلکہ ان کے درمیان کشادگی کرے لیکن یہ کشادگی کتنی ہو؟ حنفیہ کے نزدیک چار انگشت کے برابر ہے اور شافعی کے نزدیک ایک بالشت ہے اور مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک درمیانہ قاصدہ ہو یعنی نہ دونوں قدموں کو ملائے اور نہ اسے زیادہ کشادہ کرے کہ عرفاً قبیح کیفیت بن جائے، اور جب نمازی مقتدی ہو تو سنت ہے خالی جگہوں کو پُر کرنا اور مغفوں کو ملانا، یہ حکم حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے جو بخاری و مسلم میں ہے، اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم کے برابر اور قریب کرے اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کی حدیث نقل کی ہے نعمان بن بشیر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نمازی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے

کے ساتھ اور اپنے غنّے کو اپنے ساتھی کے غنّے کے ساتھ ملاتا ہے اگر کندھے ملے ہوئے ہوں تو غنّے بھی آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں اور اگر کندھے ایک دوسرے سے دور ہوں تو پھر غنّے جل سکتے ہیں کہ دونوں قدموں کے درمیان بہت فاصلہ ہو اور اتنا فاصلہ کہ تا عرفا قبیح اور بُرا ہے، اور اس عرفی فاصلہ کے بھی خلاف ہے جس کے مالکیہ اور حنبلیہ قائل ہیں۔ نیز ایک بالشت جس کے شافعیہ قائل ہیں اس سے بھی فاصلہ زیادہ ہو جائیگا اور چار انگشت جس کے حنفیہ قائل ہیں اس سے بھی فاصلہ زیادہ ہوگا (پس اتنا زیادہ فاصلہ نہا ہب اور بعد کے خلاف ہے) اور یہ مکروہ ہے اور بعض لوگ قدموں کے درمیان قُش فاصلہ کر کے قُشوں کے ملانے کا حرم کرتے ہیں پس وہ ارادہ کرتے ہیں سنت پر عمل کرنے کا لیکن ارتکاب کرتے ہیں مکروہ کا، کیونکہ اس کے ساتھ والا نمازی اپنے قدموں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھ کر ان کو برابر کرنا چاہتا ہے، لیکن یہ حیرتاک فاصلہ کی کیفیت کیسا تھا اس کو غلطی میں ڈال دیتا ہے اور کبھی اپنا پاؤں اس کے پاؤں کے اوپر رکھ کر اس کو تنگ کر دیتا ہے جس سے اس کا خشوع خشم ہو جاتا ہے یا تھوڑا ہو جاتا ہے اور اسلام نے ضرر رسانی سے منع کیا ہے، پس اس ضرر رسانی پر آگاہی کے بعد میں امید کرتا ہوں (کہ وہ اس سے احتراز کریں گے) محبت کو باقی رکھنے کے لیے اور نماز میں خشوع پر معاونت کرنے کے لیے۔

حوالہ نمبر ۳:

تَسْوِيَةُ الْمُصْفُوفِ فِي الْمَسْلُوبَةِ مُنْدُوبَةٌ رَغَبَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا وَكَذَلِكَ سَدُّ الْفُرَجِ أَوْ تَضْيِيقُ الْمَسَافَةِ بَيْنَ الْمُصَلِّيِّ وَجَارِهِ وَقَدْ صَحَّ فِي ذَلِكَ الْقِيَمُ الْمُصْفُوفُ..... الخ

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ أَحَدُنَا يُلَوِّقُ..... الخ

إِنَّ الْمُطْلُوبَ بِهِلِمِ الْإِشَارَاتِ أَمْرَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الصَّفُّ مُسْتَوِيًا وَكَذَلِكَ يَكُونُ بِمُحَادَاةِ الْمَنَاصِبِ وَالْأَقْدَامِ بَعْضُهَا بِبَعْضٍ أَيْ تَكُونُ عَلَى عَطْفٍ وَاحِدٍ وَكَانَ بَيْنَهُمَا سَدُّ الْفُرَجِ وَعَدَمُ وَجُودِ مَسَافَةٍ بَيْنَ الْمُصَلِّيِّ وَآخِيهِ وَهُوَ

الْعَرَاضُ وَذَلِكَ يَكُونُ بِقُرْبِ الْمَنَاجِبِ وَالْأَقْدَامِ بَعْضُهُمَا مِنْ بَعْضٍ وَلَيْسَ الْمَرَادُ بِلُزِي الْقَدَمِ وَنُصُّ أَحَدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى أَوْ الضَّغَطُ عَلَيْهَا لِيَتِمَّ أَوْ يَشْتَعَلَ إِلَّا لِيَصَاقِيَ لِأَنَّ هَلِيمَ الْحَرَكَةِ تَلْهَبُ عُشْرَ الْمُصَلِّي وَتَضَائِقُهُ وَ الْمُبَالَغَةُ فِي ذَلِكَ تَوْدِي إِلَى تَقْوَرٍ وَخَطْبٍ جَاءَ فِي فِيهِ الْمَذَاهِبُ الْأَرْبَعَةُ أَنَّ يُسَنُّ تَقْرِيجَ الْقَدَمَيْنِ حَالِ الْقِيَامِ بِحَيْثُ لَا يَقْرُونُ بَيْنَهُمَا وَلَا يُوسِّعُ إِلَّا بِعَلَرٍ كَيْسَمَنٍ وَنَحْوِهِ وَقَدْ اخْتَلَفَ فِي تَقْدِيرِهِ فِي الْمَذَاهِبِ فَالْحَنِيفِيَّةُ قَلَرُوا التَّقْرِيجَ بَيْنَهُمَا بِقَدَرِ أَرْبَعِ أَصَابِعَ وَالشَّافِعِيَّةُ قَلَرُوهُ بِقَدَرِ هَيْسٍ وَكَرَّهَ أَنْ يَقْرُونَ بَيْنَهُمَا أَوْ يُوسِّعَ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ وَالْمَالِكِيَّةُ قَالُوا إِنَّ التَّقْرِيجَ مُنْدُوبٌ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ بِحَالِ الْقَمُوسِ بِحَيْثُ لَا يَضُمُّهُمَا وَلَا يُوسِّعُهُمَا كَثِيرًا حَتَّى يَتَفَاحَشَ عُرْفًا وَوَأَقْفَهُمُ الْحَنَابِلَةُ عَلَى هَذَا التَّقْدِيرِ (فتاوى الازهر: ج ۹ ص ۱۰۸)

ترجمہ: نماز میں منوں کو برابر کرنا مستحب ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی بہت ترمیم دی ہے، اسی طرح خالی جگہوں کو پُر کر کے نمازی اور اس کے پڑوسی کے درمیان فاصلہ کم کرنا مستحب ہے اور یہ حکم حضرت انس وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں وارد ہے ان اشارات کے ساتھ دو امر مطلوب ہیں۔

- ①..... صف کو برابر کرنا پائیں صورت کہ کندھے اور قدم ایک ہی خط پر برابر ہوں۔
- ②..... خالی جگہوں کو پُر کرنا اور نمازی اور اس کے ساتھ والے نمازی بھائی کے درمیان فاصلہ کا نہ ہونا بھی ہے العراض (ل کرکڑا ہونا) اور یہ جب ہو سکتا ہے جب کندھے اور قدم قریب قریب ہوں اور قدموں کے ملانے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے پاؤں کو دوسرے کے پاؤں پر رکھ کر دہانا تا کہ پاؤں پورے طور پر مل جائیں کیونکہ یہ حرکت نماز کے خشوع و خضوع کو ختم کر کے اس کو بھگی میں ڈال دے گی اور پاؤں کے ملانے میں مبالغہ کرنا نفرت اور غصہ کو جنم دیتا ہے، چاروں مذاہب فقہ میں ہے کہ قیام کی حالت میں پاؤں کے درمیان کشادگی کرنا مستنون ہے اور یہ کشادگی اس طور پر ہو کہ پاؤں کو نہ زیادہ ملایا جائے اور نہ زیادہ

پھیلا یا جائے الا یہ کہ مذر ہو جیسے موٹا پاؤ غیرہ پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مقدار میں مذاہب اربعہ میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک فاصلہ کی مقدار چار انگشت ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایک بالشت ہے اور شافعیہ کے نزدیک پاؤں کو ملا دینا یا اس سے زیادہ کشادہ کرنا مکروہ ہے اور مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک پاؤں کے درمیان متوسط درجہ کی کشادگی کرنا مستحب ہے اس طور پر کہ پاؤں کو نہ زیادہ ملائے اور نہ ان کو اتنا زیادہ کشادہ کرے کہ عرف میں اتنی کشادگی بہت قبیح اور بری محسوس ہوتی ہو (اور درمیانہ درجہ کی کشادگی ایک بالشت ہے)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذاہب میں نماز کے اندر پاؤں کے درمیان فاصلہ کی کم از کم مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار ایک بالشت ہے اور جس مسئلہ پر مذاہب اربعہ متفق ہوں وہ مسئلہ اجماعی شمار ہوتا ہے، لہذا مندرجہ ذیل امور پر امت کا اجماع ہے ﴿قیام میں اپنے دونوں پاؤں کو ملا دینا یا چار انگشت سے کم فاصلہ رکھنا مکروہ ہے اور احادیث میں پاؤں کے ملانے سے دونوں پاؤں کو قریب اور برابر کرنا مراد ہے﴾ قیام میں ایک بالشت سے زیادہ فاصلہ کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

حوالہ نمبر ۴:

غیر مقلدین کے محدث مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں بعض لوگ قدم زیادہ چڑے کر کے کھڑے ہوتے ہیں جس سے کندھے نہیں ملتے وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں جیسے قدم ملانے کا ذکر ہے کندھے ملانے کا بھی ذکر ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث: ج ۱ ص ۲۱)

حوالہ نمبر ۵:

غیر مقلدین کھڑے ہونے کی حالت میں پاؤں دائیں بائیں پھیلاتے ہیں پھر سجدہ میں ملاتے ہیں اس حرکت پر مولانا عبداللہ روپڑی حبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، پھر سجدہ میں اپنی جگہ سے ہٹائے جاتے ہیں پھر اٹھ کر ملائے جاتے ہیں جیسے جاہلوں کی عادت ہے

ایسا جدا کرنا اور ملانا ٹھیک نہیں کیونکہ نماز میں بلا وجہ پاؤں کو ادھر ادھر کرنا ناجائز ہے بلکہ تمام نماز میں پاؤں ایک جگہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ نماز میں فضول حرکت نہ ہو۔

(فتاویٰ ملامحدیث: ج ۳ ص ۲۶۵ / فتاویٰ الہمدیث: ج ۱ ص ۵۳۹)

امور چہارم:

(پاؤں کے درمیان فاصلہ میں امام، مقتدی اور منفرد کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟)

بحالت قیام پاؤں کے درمیان فاصلہ کی مذکورہ بالا مقدار جو چار انگشت سے ایک بالشت تک ہے اس میں امام، مقتدی اور منفرد کے لیے ایک حکم ہے یا فرق ہے؟ یا یوں کہہ لیجئے کہ نماز باجماعت اور انفرادی نماز میں پاؤں کے درمیان فاصلہ کے اعتبار سے فرق ہے یا نہیں؟ اس کا جواب کراماتی حافظہ کی حامل شخصیت محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملاحظہ کیجئے، علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کے مطابق پاؤں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ اور شافعی مذہب کے مطابق ایک بالشت کا فاصلہ بتا کر آگے فرماتے ہیں۔

وَلَمْ أَجِدْ عِنْدَ السَّلَفِ قَرْنًا بَيْنَ حَالِ الْجَمَاعَةِ وَالْإِنْفِرَادِ فِي حَقِّ الْفَصْلِ يَأْنِ كَانُوا يَفْصِلُونَ بَيْنَ قَدَمَيْهِمْ فِي الْجَمَاعَةِ أَزْمَةً مِنْ حَالِ الْإِنْفِرَادِ وَهَلِ هَذِهِ الْمَسْأَلَةُ أَوْجَلَتْهَا هَيْرُ الْمُقَلِّدِينَ فَقَطُّ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ إِلَّا لَفْظُ الْإِنْفِرَادِ... ثُمَّ إِنَّ الْأَمْرَ لَا يَنْفَصِلُ قَطُّ إِلَّا بِالْعَمَلِ وَفِي مَسَائِلِ الْعَمَلِ لَا يُؤْخَذُ بِاللَّفْظِ... وَلَيْسَ الطَّرِيقُ أَنْ يُنْتَهَى إِلَيْهِ عَلَى كُلِّ لَفْظٍ جَدِيدٍ بَدُونِ النَّظَرِ إِلَى الْعَمَلِ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ لَا يَنْبَغُ قَدَمُهُ فِي مَوْضِعٍ وَيَخْتَرِعُ كُلُّ يَوْمٍ مَسْأَلَةً فَإِنَّ تَوْسِعَ الرُّوْلَةِ مَعْلُومٌ وَاعْتِلَافَ الْعِبَارَاتِ وَالْعَمِيمَاتِ هُمْرٌ خَفِيفٌ... فَلَا بُدَّ أَنْ يُرَاعَى مَعَ إِسْنَادِ الْعَمَلِ أَيْضًا قِيَانُ الشَّرْعِ بِدَوْرِهِ عَلَى الْعَمَلِ وَالْعَوَارِثِ، وَالْحَاصِلُ أَنَّا لَمَّا لَمْ نَجِدِ الصَّحَابَةَ وَالْعُلَمَاءَ يَفْرُقُونَ فِي قِيَامِهِمْ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ وَالْإِنْفِرَادِ عَلِمْنَا أَنَّ اللَّهَ لَمْ يَرُدَّ بِقَوْلِهِ الزَّائِي الْمُنْكَبِ إِلَّا الْعَرَّاسَ وَتَرَكَهُ الْفَرَجِيَّةَ فَيَكْرِهُنَّ نَفْسَكَ وَلَا تَعَجَلَنَّ أَنَّ هَلْ يُمَكِّنُ

الزَّائِي الْمُسْكِبُ مَعَ الزَّائِي الْقَدِيمِ إِلَّا بَعْدَ مَمَارَسَةٍ خَالِفَةٍ وَلَا يُمَكِّنُ بَعْدَهُ أَيُّهَا
فَهُوَ إِذْنٌ مِنْ مُنْعَوِّعَاتِهِمْ لَا أَثَرُ لَهُ فِي السَّلَفِ (فيض الباری: ج ۲ ص ۲۳۷)

ترجمہ: پاؤں کے درمیان فاصلہ کے اعتبار سے میں نے سلف میں جماعت اور غیر جماعت کا فرق نہیں پایا کہ وہ انفرادی نماز سے جماعت میں پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ کرتے ہوں، فقط غیر مقلدین نے یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے کہ انفرادی نماز سے نماز باجماعت میں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ کرتے ہیں، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، البتہ ان کے پاس لفظ الاطلاق ہے (جس کا معنی ہے ملانا چٹانا) اور قاعدہ یہ ہے کہ عملی مسائل میں فقط الفاظ نہیں لئے جاتے بلکہ الفاظ کے ساتھ امت کا تعامل بھی دیکھا جاتا ہے اور تعامل کا لحاظ کئے بغیر محض الفاظ سے شرعی حکم واضح ہوتا بھی نہیں۔

یہ کوئی طریقہ نہیں کہ تعامل کو نظر انداز کر کے ہر نئے لفظ اور نئی تعبیر پر دین کا مدار رکھ دیا جائے اور جو آدمی ایسا کرے گا وہ ایک جگہ میں ثابت قدم نہیں رہے گا بلکہ وہ ہر روز ایک نیا مسئلہ اختراع کرے گا، کیونکہ احادیث کے مفہوم کو ادا کرنے میں الفاظ کے اعتبار سے روایت حدیث میں جو توسع ہے وہ سب کو معلوم ہے اور ایک معنی کے ادا کرنے میں روایت کے درمیان عبارات اور تعبیرات کا اختلاف بھی مخفی نہیں، اسلئے ضروری ہے کہ الفاظ حدیث کے ساتھ تعامل کا بھی اعتبار کیا جائے، کیونکہ شریعت کا دار و مدار تعامل اور توارث پر ہے (اور زیور بحث مسئلہ میں ہم جب لفظ الاطلاق کے ساتھ تعامل کو لیتے ہیں تو) ہمیں کوئی صحابی اور کوئی تابعی ایسا نہیں ملا جو بحالت قیام پاؤں کے درمیان مقدار فاصلہ میں جماعت اور انفرادی نماز میں فرق کرتا ہو اس سے ہمیں پتہ چل گیا کہ اطلاق المسکب (کندہ ملانا) سے کندھے کو بالکل ملا دینا اور چپکا دینا مراد نہیں بلکہ قریب کرنا اور خالی جگہ نہ رکھنا مراد ہے۔

پھر ذرا اپنے دل میں سوچئے اور جلد بازی نہ کیجئے۔ کیا آپس میں پاؤں ملا دینے کے بعد بغیر سخت محنت اور بغیر مشقت کے کندھوں کو ملانا ممکن ہے؟ کیونکہ سخت محنت و مشقت کے بعد بھی ناممکن ہے (کیونکہ پاؤں ملانے کے لیے ان کو دائیں بائیں زیادہ پھیلا نا پڑتا ہے

جس سے کندھوں کے درمیان اچھا خاصہ قاصدہ بڑھ جاتا ہے، اس لئے الزاق کا معنی ملا دینا اور چپکا دینا مراد نہیں بلکہ قریب اور برابر کرنا مراد ہے (لہذا جماعت میں پاؤں زیادہ پھیلا کر ان کو آپس میں ملا دینا اور انفرادی نماز میں قاصدہ کم کرنا یہ ان لوگوں کی اپنی اختراع ہے سلف کے تعامل میں کہیں اس فرق کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔

امر پنجم:

(پاؤں کے درمیان قاصدہ کرنے میں مردوں اور عورتوں کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟)

نماز میں بحالت قیام پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک باشت تک قاصدہ کرنے میں مرد و عورت برابر ہیں یا ان میں فرق ہے؟، احتاف کا جواب یہ ہے کہ اس حکم میں مرد و عورت برابر نہیں بلکہ فرق ہے کہ مرد قیام میں اپنے پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک باشت تک حسب طبیعت قاصدہ کرے گا اس کے لیے اس سے کم یا زیادہ قاصدہ کرنا مکروہ ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے تو دونوں پاؤں کو بالکل ملا دینا اور بھی زیادہ مکروہ ہوگا لیکن عورت کیلئے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ قیام کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں ملا کر رکھے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، مگر غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ بحالت قیام مرد و عورت پاؤں پھیلانے میں برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں پس ان کے نزدیک جس طرح قیام میں مرد کے لیے پاؤں پھیلانا سنت ہے اسی طرح عورت کے لیے قیام میں اتنے ہی پاؤں پھیلانا سنت ہے مگر ان کا یہ نظریہ از روئے شریعت باطل ہے۔

در اصل نماز میں بحالت قیام مرد و عورت کے قدموں کے درمیان قاصدہ کے بارے میں کوئی صریح حدیث موجود نہیں ہے البتہ فقہاء کرام نے مختلف احادیث سے مرد و عورت کے حکم کا استنباط کیا ہے چنانچہ صغوف نماز اور خشوع نماز کے متعلق جو احادیث موجود ہیں ان سے مرد کے قدموں کے درمیان قاصدہ اور مقدار قاصدہ کا استنباط کیا ہے احادیث میں نمازیوں کو حکم ہے کہ وہ صف میں ایک دوسرے کیساتھ ٹخنے، گھٹنے، کندھے اور گردنیں ملا کر کھڑے ہوں، یہاں ٹخنہ سے قدم مراد ہے اور ملانے سے مراد ہے قدم کو قدم کے قریب

اور برابر کرنا جیسے اردو محاورہ ہے قدم سے قدم ملا کر چلنا یعنی قدموں کو برابر کر کے چلنا۔ خلاصہ یہ کہ نمازی کے دونوں قدم اپنے دائیں بائیں نمازی کے قدم کے قریب اور برابر ہوں اور احادیث میں کندھوں کو قریب اور برابر کرنے کا حکم بھی ہے اب اگر اپنے دونوں پاؤں زیادہ پھیلا کر اپنے دائیں بائیں نمازی کے پاؤں کے ساتھ اپنے پاؤں لگائیں گے تو پاؤں کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے کندھوں کے درمیان فاصلہ اور دوری زیادہ ہو جائیگی۔ نیز اس سے ایک تکبرانہ کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے جو نماز کے خشوع و خضوع کے خلاف ہے اور اگر قیام میں پہلے کندھوں کو قریب کر کے اس کے بعد بغیر تکلف کے طبعی حالت پر پاؤں کے درمیان چار انگشت سے ایک ہالفت تک کا فاصلہ رکھا جائے تو نمازیوں کے پاؤں بھی قریب ہو جاتے ہیں اور ہر نمازی کے اپنے پاؤں کے درمیان فاصلہ بھی متوسط درجہ کا ہوتا ہے، نیز اس کیفیت میں خشوع و خضوع بھی زیادہ پایا جاتا ہے اور کندھے بھی قریب قریب ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح عورت کے قدموں کے درمیان کیفیت بھی صراحۃً حدیث میں مذکور نہیں لیکن حنفی فقہاء نے عورت سے متعلقہ احکام شریعت اور چند احادیث سے عورت کے لیے بحالت قیام پاؤں ملانے والی کیفیت کا استنباط کیا ہے اس کی مختصر وضاحت یہ ہے۔

﴿..... عورتوں سے متعلقہ احکام شرع میں غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان تمام احکام میں عورت کیلئے ستر بدن کو ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ عورت کی رداہ صفت آلودہ ہونے سے محفوظ رہے۔ چند شرعی احکامات ملاحظہ کیجئے ① عورتیں گھروں میں ٹھہری رہیں (پ ۲۲)۔ ② عورتیں اپنے زینت اور مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں (پ ۱۸)۔ ③ عورتیں اوڑھنی کے ساتھ اپنے سینہ کو چھپائیں (پ ۱۸) ④ عورتیں بڑی چادریں اپنے اوپر ڈالیں (پ ۲۲)۔ ⑤ بوڑھی عورتوں کیلئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں۔ ⑥ باریک یا چست کپڑے پہننے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے (مسلم: ج ۲ ص ۲۰۵)۔ ⑦ عورتیں جب باہر نکلتی ہیں تو

شیطان ان کی طرف جھانکتا ہے (ترمذی: ج ۲ ص ۲۲۲)۔ ۱۸۔ عورتیں جنازہ میں نہ جائیں (معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۱۸۷)۔ ۱۹۔ عورتوں کیلئے جنازہ میں کوئی اجر نہیں (معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۱۳۵)۔ ۲۰۔ اجنبی مردوں کے ساتھ عورتیں نرم آواز کے ساتھ بات نہ کریں (پ ۲۲)۔ ۲۱۔ عورتوں سے ضرورت کی چیز مانگو تو پس پردہ (پ ۲۲)۔ ۲۲۔ عورتیں اجنبی مردوں کو سلام نہ کریں۔ ۲۳۔ عورتیں پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ پازیب کی جھکار سناوے۔ ۲۴۔ عورتیں خوشبودار عطرنہ لگائیں۔ ۲۵۔ عورتیں جہاد نہ کریں۔ ۲۶۔ عورتیں حاکم اور قاضی نہیں بن سکتیں۔ ۲۷۔ عورتیں حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہنیں۔ ۲۸۔ عورتیں احرام میں مولے اور دستانے پہن سکتی ہیں۔ ۲۹۔ عورتیں احرام میں سر اور چہرے کو چھپائیں مگر چہرہ سے کپڑا دور رہے۔ ۳۰۔ شرعی سزا میں عورتوں کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں۔ ۳۱۔ عورتوں کو سینہ کے برابر گڑھے میں کھڑا کر کے رجم کیا جائے۔ ۳۲۔ عورتوں کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ۳۳۔ عورت کو قبر میں اتاریں تو چادر کے ساتھ قبر کو ڈھانپ لیں۔ ۳۴۔ عورتیں گھر کی خفی اور تاریک ترین جگہ میں نماز پڑھیں تو ثواب زیادہ ہے۔ ۳۵۔ عورتیں گھر میں تھا نماز پڑھیں تو ثواب زیادہ ہے۔ ان سب احکامات میں اصل بنیاد عورت کیلئے ستر بدن ہے۔

۱۶۔..... ہم نے اپنی کتاب ”مرد و عورت کی نماز میں فرق پر تفصیلی جائزہ“ میں مرد و عورت کی نماز کے فرق پر مذاہب اربعہ کی مستتر کتب سے سو (۱۰۰) نقول پیش کی ہیں ان سب میں اصل بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ اسی طرح غیر مقلدین کی فقہ سے مرد و عورت کے فرق پر پانچ (۵) نقول پیش کی ہیں ان میں بھی بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ عورت کیلئے بغیر تحریمہ کے وقت چھاتی تک ہاتھ اٹھانے پر آٹھ (۸) احادیث و آثار پیش کئے ہیں

ان میں بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ عورت کے سمٹ کر رکوع و سجود کرنے پر چودہ (۱۴) احادیث و آثار پیش کئے ہیں۔ بنیاد عورت کیلئے ستر بدن ہے۔ قعدہ میں عورت کے تورک کرنے پر سترہ (۱۷) احادیث و آثار نقل کئے ہیں بنیاد عورت کے لیے ستر بدن ہے۔ متعدد اہل علم محققین نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے تمام احوال نماز میں جسم کو سمٹا اور سکڑا ہو رکھے، چنانچہ شرح الاقناع میں ہے کہ عورت مرد کی طرح ہے اَلَا اِنَّهَا تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَجَمِيعِ اَحْوَالِ الصَّلَاةِ (بحوالہ فتاویٰ طلائع حدیث: ج ۳ ص ۱۴۹) اس کی بنیاد بھی عورت کا ستر بدن ہے

نیز ملاحظہ کیجئے (المختصر علی مذهب السادة المالکية: ج ۳ ص ۷۳/ حاشیہ الصادی علی الشرح الصغیر: ج ۲ ص ۴۸/ بلغة السالك: ج ۱ ص ۲۱۸/ فقه العبادات مالکی ج ۱ ص ۱۶۵/ شرح شروط الصلوة دار کاظمہ بن عبد الوہاب: ج ۱ ص ۳۸/ الفقه الاسلامی وادلته: ج ۲ ص ۸۲۔

جب عورت کے احکام نماز وغیرہ کی بنیاد دراصل ”عورت کے لیے ستر بدن“ ہے تو عورت کی جو کیفیت نماز صریحاً حدیث میں مذکور نہیں اس میں اسی ستر بدن والے اصول کو بنیاد بنا کر عورت کے لیے وہ کیفیت متعین کی جائے گی اور اسی کو عورت کے حق میں مطلوب شرعی قرار دیا جائے گا جس میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ ستر بدن ہو زیر بحث مسئلہ میں بحالت قیام عورت کے لیے پاؤں کی کیفیت کا کسی حدیث میں بھی صریحاً ذکر نہیں، اندریں حالت دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت، مردوں کی طرح پاؤں کو پھیلائے اور پاؤں کے درمیان فاصلہ کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت قیام کے وقت اپنے قدموں کو ملا کر کھڑی ہو پہلی صورت میں عورت کے لیے کشف بدن ہے جبکہ دوسری صورت میں ستر بدن ہے، پس عورت کے لیے ستر بدن والے اصل شرعی کا تقاضا ہے کہ عورت نماز کے اندر

بحالت قیام اپنے قدموں کو ملا کر کھڑی ہو۔

﴿عجیب واقعہ﴾

تقریباً چھ سو سال پہلے کی بات ہے اسوقت جامعہ مدینہ جامع مسجد بانحوالی دہاڑی میں بحیثیت صدر مدرس تقرری تھی۔ طلبہ و طالبات کا داخلہ میرے سپرد تھا۔ نئے سال کا آغاز ہو چکا تھا بلکہ نئے سال کے دو ماہ گزر چکے تھے۔ ایک روز میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ ایک دیہاتی وضع قطع کی عورت دفتر میں تشریف لائیں اور اپنی دو بچیوں کے داخلے کے سلسلہ میں بات شروع کی۔ چونکہ سال کے درمیان داخلہ میں بڑی احتیاط کرنی پڑتی ہے اس لئے میں نے اس بی بی صاحبہ سے پوچھا! محترمہ داخلہ کی تاریخیں گزر چکی ہیں، دو ماہ سے داخلہ بند ہے، آپ لوگ بہت دیر سے آئے ہیں۔ اس نے تاخیر سے آنے کا مدعا یہ بتایا کہ ہم نے اپنی بچیوں کو یہاں الحمد للہ بیٹ لوگوں کا مدرسہ ہے اس میں داخل کیا تھا۔ ہماری بچیاں دو ماہ وہاں پڑھتی رہی ہیں لیکن اب ہم وہاں سے ہٹا کر اس مدرسہ میں پڑھانا چاہتے ہیں۔ میں نے الحمد للہ ان کے مدرسہ سے بچیوں کو ہٹانے کی وجہ پوچھی تو اس محترمہ نے دو وجہ بتائیں۔ ایک یہ کہ ان کے مدرسہ میں پانی کی نیکی ہے، اس میں ایک دفعہ چوہا مارا ہوا نکلا تو انہوں نے نہ نیکی کو دھویا نہ پاک کیا، وہی پانی کھانے پینے اور وضو کرنے میں استعمال ہوتا رہا۔ میری بچیوں نے اس پر نفرت ظاہر کی۔ تو انہوں نے کہا کہ پانی تب ناپاک ہوتا ہے جب نجاست سے اس کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں لہذا یہ پاک ہے۔ پھر ایک دفعہ نیکی سے مری ہوئی بلی نکلی تو انہوں نے پھر نیکی کو پاک اور صاف کیے بغیر وہی پانی استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اب بھی ہماری بچیوں نے اعتراض کیا اور نفرت ظاہر کی تو معلومات نے میری بچیوں کو سزا دی۔ اس وجہ سے میری بچیوں کو اس مدرسہ سے نفرت ہو گئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میری بچیاں نماز پڑھتیں پاؤں ملا کر، انہوں نے میری بچیوں کو مجبور کیا کہ مردوں کی طرح

پاؤں میں فاصلہ رکھو۔ میری بیچوں نے انکار کیا تو استانیوں نے بیچوں کے ٹخنوں پر ڈٹے مار مار کر پاؤں میں مردوں کی طرح فاصلہ کرایا۔ میں نے پوچھا، استانیاں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ کراتی تھیں؟ اس نے کہا کہ کم از کم دو بالشت۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا میں اسکے مدرسہ میں گئی اور انکی صدر معلّمہ سے بات کی۔ میں نے کہا باجی چہ ہوں اور بلیوں والا پانی کیوں استعمال کرتے ہو؟ اس نے کہا اس لئے کہ جب تک پانی کا رنگ ، ذائقہ یا بو تبدیل نہ ہو پانی پاک ہوتا ہے۔ میں نے نماز میں پاؤں کے فاصلہ والی بات کی تو اس نے کہا بالکل عورتوں کو مردوں کی طرح پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے اور اگر بچیاں ہمارے ہاں پڑھیں گی تو انکو ایسا ہی کرنا پڑے گا

﴿فرقہ اہلحدیث (مکرمین فقہ) سے پانچ سوالات﴾

- غیر مقلدین کے نزدیک دین میں خود نبی کی رائے بھی حجت نہیں (طریق محمدی: ص ۵۹، ۵۷)۔ اپنے اس اصول کی پابندی کرتے ہوئے پانچ سوالات کا جواب دیں۔
- ①..... غیر مقلدین کے نزدیک الزام سے مراد ہے نماز میں ٹخنوں، گھٹنوں اور کندھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا اور لگا دینا اس معنی پر گھج صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔
 - ②..... نمازیوں کے ٹخنے ملے ہوئے ہوں اور کندھوں کے درمیان فاصلہ ہو اس پر گھج صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔
 - ③..... ہر نمازی کے اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟ گھج صریح مرفوع متصل حدیث سے جواب دیں۔
 - ④..... نماز باجماعت میں اپنے پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ کرنا اور انفرادی نماز میں فاصلہ کم کرنا، اس فرق پر گھج صریح مرفوع متصل حدیث پیش کریں۔

⑤..... پاؤں پھیلانے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے اس پر صحیح مرتب مرفوع متصل حدیث پیش کریں، ورنہ اقرار کر لیں کہ ہم اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں، احتاف اپنے امام کی اجتہادی رائے پر عمل کریں تو وہ اہل رائے بن جائیں اور غیر مقلدین اپنی رائے پر عمل کریں پھر بھی اہل حدیث؟

۔ مئے دینا سے یاریاں نہ گئیں

میری پر صیو گاریاں نہ گئیں

۔ شب کو مئے خوب سی پی، صبح کو توبہ کر لی

رند کے رند ہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی